عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۱۶ تا ۲۲ / جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۵ تا ۲۱ / اگست ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۱۲

حضرت تھانوی رحمہ اللہ
حیات و کارنامے

عذابِ الٰہی

دشمنانِ اسلام کی سرگرمیاں

دجالِ افرنگ کی داستانِ حیات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

گناہ کی توبہ اور معافی:

س:...... ایک بچہ مسلمان گھرانہ میں پیدا ہوتا ہے اور اسی میں پل کر جوان ہوتا ہے' اس کے دل میں دین کی محبت بھی ہوتی ہے لیکن شیطان کے بہکانے پر گناہ بھی کر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ گناہ کبیرہ میں بھی ملوث ہو جاتا ہے لیکن گناہ کبیرہ کرنے کے بعد اس کے دل کو سخت ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور سچی توبہ کر لیتا ہے' کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کو شرعی سزا دنیا میں نہ دی جائے اور نہ اس کے اقبال جرم کے علاوہ گناہ کا کوئی ثبوت موجود ہو۔

ج:...... آدمی سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ گناہگار کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور کسی بندے کا حق اس سے متعلق نہ ہو اور کسی کو اس گناہ کا پتہ بھی نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کسی سے اس گناہ کا اظہار نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ واستغفار کرے۔

معراج جسمانی کا ثبوت:

س:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی تھی یا روحانی؟ برائے کرم تفصیلی جواب سے نوازیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج نہیں ہوئی تھی۔

ج:...... حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی "نشر الطیب" میں لکھتے ہیں:

"تحقیق سوم...... جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اس کی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہو سکتے ہیں۔" (آگے اس کے دلائل ذکر فرماتے ہیں)۔

(نشر الطیب ص ۸۰ مطبوعہ سہارنپور انڈیا)

اور علامہ سہیلی "الروض الانف" شرح سیرت ابن ہشام میں لکھتے ہیں:

"مہلب نے شرح بخاری میں اہل علم کی ایک جماعت کا قول نقل کیا ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوئی' ایک مرتبہ خواب میں' دوسری مرتبہ بیداری میں جسد شریف کے ساتھ۔" (ص ۲۴۴ ج اول)

اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے یہ فرمایا کہ معراج خواب میں ہوئی تھی' انہوں نے پہلے واقعہ کے بارے میں کہا ہے' ورنہ دوسرا واقعہ جو قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں مذکور ہے' وہ بلاشبہ بیداری کا واقعہ ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام غیر شادی شدہ تھے:

س:...... میں نے ایف اے کی اسلامیات کی کتاب میں پڑھا ہے کہ: "حضرت یحییٰ شادی شدہ ہیں۔" جبکہ روزنامہ جنگ کے بچوں کے صفحہ میں لکھا ہے کہ: "حضرت یحییٰ شادی شدہ نہیں ہیں"۔ کیا یہ سچ ہے کہ حضرت یحییٰ شادی شدہ نہیں ہیں؟

ج:...... جی ہاں! حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں پیغمبروں نے نکاح نہیں کیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جب قرب قیامت میں نازل ہوں گے تو نکاح بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی' جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے' اس لئے صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی ایسے ہیں جنہوں نے شادی نہیں کی' اس لئے قرآن کریم میں ان کو "حصور" فرمایا گیا ہے' اس لئے اگر آپ کی اسلامیات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا شادی شدہ ہونا لکھا ہے تو غلط ہے۔

س:...... اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام غیر شادی شدہ ہیں تو ان کا ذکر قرآن مجید میں کیوں آیا ہے؟

ج:...... قرآن کریم میں تو ان کے شادی نہ کرنے کا ذکر آیا ہے' شادی کرنے کا نہیں۔

فرعون کی توبہ کا اعتبار نہیں:

س:...... ایک شخص کا کہنا ہے کہ جب فرعون مع اپنے لشکر کے دریائے نیل میں غرق ہوا اور ڈوبنے لگا تو اس نے کہا کہ اے موسیٰ! میں نے تیرے رب کو مان لیا' تیرا رب سچا اور سب سے برتر ہے' پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے اسے بذریعہ دعا کیوں نہیں اپنے رب سے بچایا؟ اب وہ شخص کہتا ہے کہ بروز قیامت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا کہ جب فرعون نے توبہ کر لی اور مجھے رب مان لیا تو اے موسیٰ! تو نے کیوں نہیں اس کے حق میں دعا کر کے اسے بچایا؟ وہ شخص اپنی بات پر مصر ہے کہ یہ سوال روز محشر موسیٰ علیہ السلام سے ضرور کیا جائے گا۔ آیا یہ نقطہ نظر رکھنے والا شخص گناہگار ہوگا؟ وہ ٹھیک کہتا ہے یا غلط؟

ج:...... فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان لانا معتبر نہیں تھا کیونکہ نزع کے وقت کی نہ توبہ قبول ہوتی ہے' نہ ایمان۔ اس شخص کا موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرنا بالکل غلط اور بیہودہ ہے' اس کو اس خیال سے توبہ کرنی چاہئے۔ وہ نہ صرف گناہگار ہو رہا ہے بلکہ ایک جلیل القدر نبی پر اعتراض کفر کے زمرہ میں آتا ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد ۲۲ شمارہ ۱۲ ۱۹ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۵ تا ۲۱/اگست ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور راؤ
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و ڈیزائن: محمد ارشد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
عذاب الٰہی (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ)	6
دشمنان اسلام کی سرگرمیاں اور ہم (مولانا محمد احمد قاسمی)	11
ایمان کے ڈاکو (مولانا محمد نذر رحمانی)	15
دجال افرنگ کی داستان حیات (مولانا حبیب الرحمن قاسمی)	19
حضرت تھانویؒ حیات و کارنامے (مولانا محمد نسیم الدین)	23

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ... ڈالر
بھیجنے کا طریقہ: ...
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ... روپے، ششماہی ... روپے، سالانہ ... روپے
بینک: ... اکاؤنٹ نمبر 8-383 ... 2-921 ...

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jame Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

مدیر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ!

اٹھارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا کامیاب انعقاد

الحمدللہ! امسال بھی ۳/اگست بروز اتوار جامع مسجد ۱۸۰ اسمتھ یوروڈ برمنگھم میں صبح ۱۰ تا شام ۶ بجے تک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پورے اہتمام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت حسب معمول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے فرمائی جبکہ جانشین شیخ الاسلام جمعیت علمائے ہند کے امیر حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کانفرنس کے مہمان خصوصی تھے۔ جب قادیانیوں نے یورپ کا رخ کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا منصوبہ بنایا اسی وقت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یورپ میں ان کا تعاقب کرکے قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرنا شروع کردیا تھا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ کانفرنس اگرچہ ایک دن منعقد ہوتی ہے لیکن اس کے لئے گزشتہ ایک ماہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء اور دیگر علماء کرام نے پورے برطانیہ کا دورہ کیا اور اس دوران مختلف شہروں میں جاکر ایک ایک مسجد میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور ان کی اسلام دشمن سازشوں سے آگاہ کیا۔ اس دورے کے ذریعہ پورے ملک میں ایک فضا بنائی جاتی ہے۔ یورپ کے مسلمان پوری تیاری کے ساتھ مذہبی جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کانفرنس میں اپنی شرکت کو یقینی بناتے ہیں' جس سے ان کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' عقیدت و وابستگی اور فتنہ قادیانیت سے ان کی دلی نفرت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ یہ صرف برطانیہ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اور اپنی نوعیت کا منفرد اجتماع ہی نہیں بلکہ بلاشبہ پورے یورپ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع اور اسلام کی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ بالخصوص برطانیہ میں بسنے والا ہر مسلمان اس کانفرنس کو کامیاب بنانا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔ ۳/اگست کو اٹھارہویں سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس سے قبل سترہ کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں۔ ہر کانفرنس میں مسلمانوں کا جوش وجذبہ پہلے سے زیادہ اور ان کی تعداد میں پہلے سے اضافہ نظر آتا ہے۔ یہ سب محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت' بزرگوں کی دعاؤں اور اس محاذ پر کام کرنے والے افراد کے خلوص کا نتیجہ ہے ورنہ ایک ایسے ملک میں جو فتنہ قادیانیت کو جنم دینے کا ارتکاب کرچکا ہو بظاہر وہاں پر اس قسم کی کامیاب کانفرنس کے انعقاد کا تصور بھی محال ہے۔ ۲۵ تا ۲۷/جولائی کو قادیانیوں نے انگلینڈ میں اپنا سالانہ جلسہ منعقد کیا تھا جس میں حسب معمول انتہائی بلند بانگ دعاوی کے ذریعہ دنیا کو گمراہ کرنے اور مسلمانوں پر رعب ڈالنے کی سعی لاحاصل کی گئی تھی لیکن اس جلسہ کے ٹھیک ایک ہفتہ بعد منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس نے قادیانیوں کے تمام دعووں کی قلعی کھول دی۔ اتوار کی صبح ہر فرد کی نگاہیں سینٹرل جامع مسجد کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ پورے برطانیہ ہی نہیں بلکہ یورپ کے مختلف ممالک سے کانفرنس میں شریک کے لئے آئے ہوئے وفود اور عام مسلمانوں کے قافلے مرکزی جامع مسجد برمنگھم کی طرف رواں دواں تھے۔ لوگ جوق درجوق کانفرنس میں شرکت کے لئے آرہے تھے۔ کوچوں کے ذریعہ اندرون برطانیہ سے مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ سینٹرل جامع مسجد حسب معمول کانفرنس کے دن اپنی تنگ دامنی پر نوحہ خواں تھی جبکہ مسجد میں ہر طرف جاں نثاران ختم نبوت کے روشن چہرے دکھائی دے رہے تھے۔ اسٹیج پر اکابر علماء' صلحاء' اقطاب امت اور بزرگ ہستیوں کے نورانی چہروں سے محسوس ہورہا تھا کہ پوری مسجد روشن ہورہی ہے دوسری طرف جاں نثاران ختم نبوت اپنے اکابر علماء کو محبت وعقیدت کے پھول نچھاور کرکے خراج تحسین پیش کررہے تھے۔ بالآخر وہ وقت آیا جب حضرت امیر مرکزیہ کی اجازت سے کانفرنس کی پہلی نشست کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری محمد نیاز صاحب نے حاصل کی۔ بعد ازاں نعتیہ کلام پیش کرنے کی سعادت محمد عامر طاسین' محمد حماد خیری' مفتی عبدالمنتقم سلہٹی اور قاری ممتاز کو حاصل ہوئی۔ اس موقع پر استقبالیہ کلمات پیش کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے تحفظ ختم نبوت کی تحریک کی تاریخ بیان کی اور بتایا کہ اسلام اور قادیانیت کے اختلاف اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں کی داستان ایک صدی پر محیط ہے۔ کانفرنس سے جمعیت علمائے ہند کے امیر حضرت مولانا سید اسعد مدنی کی تقریر ایک حسین گلدستہ تھی جس پر تبصرے کے یہ صفحات متحمل نہیں۔ ہندوستان کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری نے اپنی تقریر میں عقیدۂ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت جیسے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید انور نے بھی

اپنے خطاب میں اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کا انکار پورے دین کا انکار ہے۔ قرآن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیتا ہے جبکہ دو سو کے لگ بھگ احادیث مبارکہ اس عقیدہ کے اثبات پر شاہد ہیں۔ اقرأ روضۃ الاطفال کے نائب مدیر مفتی خالد محمود‘ جامعہ امینہ للبنات کے شیخ الحدیث اور ماہنامہ بینات کے مدیر مولانا سعید احمد جلال پوری‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی‘ مفتی محمد اسلم‘ مولانا عبدالرشید ربانی‘ حافظ اکرام الحق ربانی‘ مولانا سعید احمد عنایت اللہ‘ مولانا اسلام علی شاہ‘ مولانا شاہد حسین‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بیلجیم کے نائب امیر ملک محمد افضل نے کہا کہ اسلام‘ یہودیت اور عیسائیت تینوں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت سے قبل ایک مسیحا نے آنا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کے نزدیک وہ مسیحا حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں ایک خلیفہ برحق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے جبکہ اس کے برعکس یہودیوں کے نزدیک وہ مسیحا دجال ہوگا۔ قادیانیوں کی جانب سے وفات مسیح کا عقیدہ رکھنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود خیال کرنا لغو اور باطل عقیدہ ہے جس کی قرآن و حدیث صریح مخالفت کرتے ہیں۔ مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ حضرت امام مہدیؒ کی شخصیت محض ایک مفروضہ نہیں اور نہ ہی وہ مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نزول مسیح کے موقع پر امام مہدی مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے اور ان کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہوگی اور وہ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے۔ امام مہدی کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور ان کے والد کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام پر ہوگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت ان علامات کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ مرزا صاحب موصوف مغل تھے اور کا نام غلام احمد اور ان کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ مفتی خالد محمود نے کہا کہ عیسائی دنیا قادیانیوں کی حمایت سے کنارہ کش ہو جائے۔ مسلم ممالک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔ امت مسلمہ فلاحی ادارے قائم کرے تاکہ مشنری سرگرمیوں کی آڑ میں قادیانیت کے فروغ اور اس کی تبلیغ پر قدغن لگائی جاسکے۔ جمعیت علمائے برطانیہ کے سیکریٹری جنرل مفتی محمد اسلم نے کہا کہ حکومت برطانیہ قادیانیوں کی جانب سے قادیانیت کو حقیقی اسلام قرار دینے کی روش پر پابندی عائد کرے اور انہیں اپنے دین کیلئے الگ نام اور اپنے مذہب کیلئے الگ شعائر وضع کرنے کا حکم دے اور ان کی جانب سے شعائر اسلام کے نازیبا استعمال کی روش کا انسداد کرے۔ قادیانی مذہبی کتابوں میں انبیائے کرام کی توہین پر مشتمل مواد موجود ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی مذہبی دل آزاری کا باعث ہے اس لئے یورپی حکومتیں توہین رسالت پر مشتمل قادیانی مذہبی کتابوں کو ضبط کریں۔ مولانا سعید احمد جلال پوری نے کہا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے بے انتہا مخالفت کے باوجود اپنی ہمہ گیریت ثابت کر دی ہے۔ ۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا میں اسلام قبول کرنے کی شرح میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ صرف گزشتہ ایک سال کے عرصے میں اوکلاہوما‘ امریکہ میں 1450 غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا جس کے تناسب سے گزشتہ ایک سال میں دنیا میں کئی لاکھ نومسلموں کا اضافہ ہوا جبکہ قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہونے والوں کی تعداد اس سے الگ ہے۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے سیرت نبویؐ کے موضوع پر خطاب کیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیش گوئیاں حرف بہ حرف درست ثابت ہوئیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح اور مہدی ہونے کے تمام دعوے غلط ثابت ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق انسانی کا عظیم الشان چارٹر قرآن و حدیث کی صورت میں پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی عقائد یہودی عقائد کا چربہ ہیں۔ قاری اسماعیل رشیدی نے اپنی تقریر میں برطانیہ میں اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ کے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی پہلے ہیں‘ اس لئے انہیں ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے علمائے کرام کا ساتھ دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ اسلام اور قادیانیت کا اختلاف ایک اصولی اختلاف ہے جس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ مسلمانوں نے آج تک قادیانیوں کے خلاف کبھی قانون کو ہاتھ میں نہیں لیا۔ پوری دنیا بالخصوص یورپ کی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف آئین اور قانون سے ماورا اقدامات سے ہمیشہ گریز کیا ہے اور صرف قادیانیوں کے اصل عقیدہ کو عوام کے سامنے ظاہر کیا ہے۔ اس لئے علمائے کرام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی سے قادیانیوں کو ہر صورت میں گریز کرنا چاہئے۔ کانفرنس کی پہلی نشست دو بجے اختتام پذیر ہوئی جبکہ دوسری نشست ساڑھے دو بجے شروع ہو کر ۶ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کانفرنس کے اعلامیہ کے طور پر قراردادیں پڑھ کر سنائیں جس کی مسلمانوں نے بھرپور تائید کی۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ نے آخر میں رقت آمیز دعا فرمائی اور اس طرح اٹھارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس عظیم الشان کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عذابِ الٰہی

آج کا دور فتنوں کا دور ہے‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت امت محمدیہ عام عذاب سے تو محفوظ ہوگئی‘ مگر اس میں فتنوں کی وبا پھوٹ پڑی‘ یہ بھی ایک طرح کا عذاب الٰہی ہے جس سے عوام تو کیا خواص بھی محفوظ نہ رہے۔ محدث العصر حضرت بنوریؒ کی اسی موضوع پر ایک فکر انگیز تحریر نذر قارئین کی جاتی ہے

حق تعالیٰ جل ذکرہ نے امت محمدیہ کے لئے جس ہادی و رسول کا انتخاب فرمایا‘ اسے رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) بنایا‘ اس رحمت کا ظہور بہت سی شکلوں میں ہوا‘ ان میں سے ایک یہ ہے کہ تمام امت‘ خواہ دعوت محمدیہ کے سایہ میں آئی ہو یا نہ آئی ہو‘ اس رحمت عامہ کی بدولت عام عذاب الٰہی سے محفوظ ہوگئی‘ پہلی امتوں پر طرح طرح کے عذاب عام نازل ہوئے‘ جن سے پوری کی پوری امتیں تباہ و برباد کردی گئیں‘ بعض کو بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کردیا گیا‘ بعض پر آسمان سے پتھر برسائے گئے‘ بعض کو زمین میں دھنسادیا گیا‘ بعض کو طوفان کی نذر کردیا گیا اور بعض کو سمندر میں غرق کردیا گیا۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان سے محفوظ رکھا‘ صحیح بخاری وغیرہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی‘ جس کا مفہوم یہ ہے:

"تو کہہ اس کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے (جیسے پتھر برسانا یا طوفانی ہوا اور بارش) یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے (جیسے زلزلہ اور سیلاب وغیرہ) یا بھڑادے تم کو مختلف فرقے کرکے اور چکھادے ایک کو لڑائی ایک کی۔"

جس میں تین قسم کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے‘ آسمانی عذاب‘ زمین کا عذاب اور باہمی اختلاف کا عذاب‘ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی قسم کے عذاب سے نجات کی دعا فرمائی اور وہ قبول ہوئی‘ پھر دوسری قسم کے عذاب سے نجات کی دعا کی اور وہ بھی قبول ہوئی‘ جب تیسری قسم کے عذاب سے نجات کی دعا فرمائی تو قبول نہیں ہوئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس امت کا عذاب آپس کے اختلاف و نزاع ہوگا۔

حضرۃ علامہ سید محمد یوسف بنوری

اس اختلاف کی صورتیں مختلف رہی ہیں‘ یہ کبھی باہمی خانہ جنگی اور قتل وقتال کی صورت میں ظاہر ہوا‘ کبھی باہمی نزاع وجدال کی صورت میں نمودار ہوا‘ کبھی شقاق وافتراق کے راستے سے آیا اور کبھی بدظنی و بدگمانی‘ طعن و تشنیع اور لعنت وملامت کی صورت میں ابھرا۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس امت پر فتنوں کا دروازہ کھل گیا‘ جنگ جمل‘ جنگ صفین‘ واقعہ حرۃ‘ واقعہ دیر الجماجم‘ واقعہ کربلا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ اسی دردناک سلسلہ کی کڑیاں ہیں‘ بہرحال اس امت میں ابتداء ہی سے فتنوں کا دور شروع ہوا اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں فتنوں کا دور کم وبیش برابر جاری رہے گا۔ فرق یہ ہے کہ دور اول میں عہد نبوت کے قرب کی وجہ سے امت کا ایمان قوی تھا‘ یہی وجہ ہے کہ شدید ترین اختلاف اور جدال وقتال کے باوجود دور اول کے تمام فتنے امت کے ایمان کو متزلزل نہیں کرسکے‘ بلکہ تمام مسلمانوں کا ایمان اپنی جگہ قائم و راسخ رہا۔

سب سے بڑا اور خطرناک فتنہ وہ ہوتا ہے جس سے ایمان کو زائل ہونے کا خطرہ پیدا ہوجائے‘ اگرچہ اپنی ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے وہ معمولی معلوم ہوتا ہو‘ چنانچہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کا سب سے بڑا فتنہ دجال لعین کا فتنہ ہوگا‘ جو خدائی کا دعویٰ کرے گا اور ہر قسم کے دجل وفریب سے لوگوں کے ایمان کو غارت کرے گا‘ یہ فتنہ اگرچہ قیامت کے بالکل قریب ہوگا اور قیامت کی علامت کبریٰ میں سے ہوگا‘ تاہم اس کی شدت واہمیت کی بنا پر ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی امتوں کو اس فتنہ سے ڈرایا اور اس کے ایمان سوز نتائج وعواقب سے آگاہ کیا‘ مگر چونکہ اس فتنہ کا ظہور امت محمدیہ کے عہد میں ہونا تھا اور اس فتنہ کبریٰ سے براہ راست اسی امت کا

تعلق تھا اس لئے حضرت رسالت مآب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت وضاحت و صراحت کے ساتھ اس سے ڈرایا اور اس کی واضح علامتیں بیان فرمائیں تاکہ ہر شخص دجالی فتنہ کو پہچان سکے اور امت گمراہی سے بچے۔ الغرض زوال ایمان کا فتنہ تو سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور اس کا ظہور بھی امت کے بالکل آخری دور میں ہوگا' لیکن اس کے علاوہ ہر دور میں جن فتنوں کا ظہور ہوتا ہے' وہ اعمال و اخلاق' بدعت والحاد اور تشتت وافتراق کے فتنے ہیں۔

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں' یہ گونا گوں فتنوں کی آماجگاہ ہے' ہر طرف سے مختلف قسم کے فتنوں کی یورش ہے' ان میں سب سے زیادہ جن فتنوں سے امت کو واسطہ پڑا ہے' وہ اخلاقی و عملی فتنے ہیں۔ عوام زیادہ تر اخلاقی فتنوں میں مبتلا ہیں اور بدعملی کے فتنوں کا شکار ہیں۔ فریضہ نماز میں تساہل' فریضہ صیام سے تغافل' فریضہ حج و زکوٰۃ میں تکاسل وغیرہ وغیرہ۔ عبادات ہوں یا اخلاق' معاملات ہوں یا معاشرت' ہر شعبہ دین میں بدعملی کا دور دورہ ہے اور بہت سے فتنے اس بدعملی کے نتائج ہیں۔

شراب نوشی' عریانی و بے حیائی' فواحش و منکرات' مرد و زن کے مخلوط اجتماعات' مخلوط تعلیم' تھیٹر اور سینما' ریڈیو اور ٹیلیویژن' زنا اور بدمعاشی' بداخلاقی و بداطواری' لوٹ مار' چوری اور ڈاکہ زنی' رشوت و خیانت' جھوٹ اور بہتان طرازی' غیبت اور چغلی' حرام خوری کی نت نئی صورتیں' حرص دنیا کی خاطر اشیاء خوردنی میں ملاوٹ' کہاں تک شمار کیا جائے؟ بے شمار برائیاں ہیں جو دور حاضر میں اس کثرت سے ظاہر ہوگئیں کہ پچھلے زمانوں میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا' عقل حیران اور انسانی ضمیر انگشت بدنداں ہے کہ یا اللہ! دنیا کیا سے کیا ہوگئی؟ اگر آج قرون اولیٰ کے مسلمان زندہ ہوکر آجائیں اور اس دور کے مدعی اسلام مسلمانوں کے اخلاق و عمل کا یہ نقشہ دیکھیں تو خدا جانے کیا کہیں؟ اور ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کریں؟

بہرحال یہ فتنے اور یہ امراض تو وہ ہیں جن میں زیادہ تر عوام مبتلا ہیں' اب ذرا خواص امت پر بھی سرسری نگاہ ڈالئے' یہ حقیقت ہے کہ علمائے کرام اس عالم کا دل و دماغ ہیں اور عوام بمنزلہ اعضائے انسانی کے ہیں۔ علمائے امت کا مقام وہی ہے جو انسانی جسم میں قوائے رئیسہ' دل و دماغ' جگر اور گردوں کا ہے۔ اعضائے رئیسہ اپنا کام ٹھیک کررہے ہوں تو جسم کسی اندرونی مرض کا شکار نہیں ہوتا اور بیرونی آفات و صدمات کے مقابلہ میں پوری قوت و مدافعت رکھتا ہے' عام اعضائے انسانی کا نقص اعضائے رئیسہ کے اختلال کی نشاندہی کرتا ہے اور ظاہر جسم کی خرابی اکثر و بیشتر جسم کی اندرونی قوتوں کی خرابی سے ہوتی ہے۔ اسی طرح عوام امت میں خرابی زیادہ تر علمائے امت کی خرابی و فساد سے ظہور میں آتی ہے' جب علمائے امت اپنا فرض منصبی ادا کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو عوام میں فساد کے در آنے کا راستہ کھل جاتا ہے۔

اس جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ خود صحیح ہو اور ایمان و تقویٰ اور اخلاق و عمل صالح سے آراستہ ہو اور دوسرا فرض یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منصب پر فائز ہو اور صراط مستقیم کی طرف امت کی رہنمائی کریں اور کسی قسم کا نقص' اعتقادی' اخلاقی یا عملی' امت میں واقع ہو تو اس کے لئے بے چین ہوجائیں اور اس کی اصلاح کے لئے صحیح تدابیر کریں' اگر خود ان ہی میں نقص آجائے تو امت کے عوام کا خراب ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح یہ گروہ اپنے مقام و مسند کو چھوڑ بیٹھیں' دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تزکیہ کی خدمت سے دست کش ہوجائیں اور اصلاح امت کی فکر کو بالائے طاق رکھ دیں تو اس کے نتیجہ میں پوری امت فساد اور بدعملی کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ امت کے لئے سب سے بڑا فتنہ یہ ہوتا ہے کہ مصلحین امت اپنے فریضہ منصبی سے غافل ہوجائیں' رفتہ رفتہ یہ مرض یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ علمائے امت خود اپنی اصلاح سے بھی غافل اور مختلف امراض اور فتنوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں' تو اس کے نتیجہ میں امت پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ امت' امراض کے انتہائی خطرناک درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور اس وقت کوئی توقع باقی نہیں رہتی کہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح کی کوئی کوشش بارآور ہوسکے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلمات میں اسی کا نقشہ یوں پیش کیا گیا ہے:

> "جب تم دیکھو کہ نفسانی خواہشات کی اتباع ہورہی ہے' طبیعت کی حرص قابل اطاعت بن گئی ہے' ہر کام میں دنیا کی مصلحت بینی کا خیال رکھا جاتا ہے' اور ہر شخص کو اپنی رائے پر ناز ہے اور اپنی رائے کے خلاف ہر بات کو ہیچ سمجھتا ہے۔"
>
> (ابوداؤد)

جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو پھر اپنی فکر کرنی چاہئے' دنیا کی اصلاح کی فکر ختم کردینی چاہئے' یا یہ کہ تبلیغی فریضہ ساقط ہوجاتا ہے' یہ دوسری بات ہے کہ انتہائی اولوالعزمی سے کام لیا جائے اور اس وقت بھی میدان میں آکر اس خدمت کو انجام دیا جائے'

بہر حال جب حالات اتنے مایوس کن ہوں تو قدم کو جادۂ دعوت واصلاح سے نہیں ہٹنا چاہئے۔

سب سے بڑا صدمہ اس کا ہے کہ مصلحین کی جماعتوں میں جو فتنے آج کل رونما ہو رہے ہیں' نہایت خطرناک ہیں۔ تفصیل کا موقع نہیں لیکن فہرست کے درجہ میں چند باتوں کا ذکر ناگزیر ہے۔

۱: مصلحت اندیشی کا فتنہ:

یہ فتنہ آج کل خوب برگ و بار لا رہا ہے' کوئی دینی یا علمی خدمت کی جائے اس میں پیش نظر دنیاوی مصالح رہتے ہیں' اس فتنہ کی بنیاد نفاق ہے' یہی وجہ ہے کہ بہت سی دینی و علمی خدمات برکت سے خالی ہیں۔

۲: ہر دلعزیزی کا فتنہ:

جو بات کہی جاتی ہے' اس میں یہ خیال رہتا ہے کہ کوئی بھی ناراض نہ ہو' سب خوش رہیں' اس فتنہ کی اساس حب جاہ ہے۔

۳: اپنی رائے پر جمود اور اصرار:

اپنی بات کو صحیح وصواب اور قطعی ویقینی سمجھنا' دوسروں کی بات کو در خور اعتناء اور لائق التفات نہ سمجھنا اور یہی یقین کرنا کہ میرا موقف سو فیصد حق اور درست ہے اور دوسرے کی رائے سو فیصد غلط اور باطل ہے' یہ اعجاب بالرائے کا فتنہ ہے اور آج کل سیاسی جماعتیں اس مرض کا شکار ہیں' کوئی جماعت دوسرے کی بات سننا گوارا نہیں کرتی' نہ یہ حق دیتی ہے کہ ممکن ہے کہ مخالف کی رائے کسی درجہ میں صحیح ہو یا یہ کہ شاید وہ بھی یہی چاہتے ہوں جو ہم چاہتے ہیں' صرف تعبیر اور عنوان کا فرق ہو یا الاہم فالاہم کی تعیین کا اختلاف ہو۔

۴: سوءِ ظن کا فتنہ:

ہر شخص یا ہر جماعت کا خیال یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر شخص مخلص ہے' اور اللہ کی نیت بخیر ہے اور باقی تمام جماعتیں جو ہماری جماعت سے اتفاق نہیں رکھتیں' وہ سب خود غرض ہیں۔ ان کی نیت صحیح نہیں بلکہ اغراض پوشیدہ ہیں' اس کا منشا بھی عجب و کبر ہے۔

۵:.....سوءِ فہم کا فتنہ:

کوئی شخص کسی مخالف کی بات جب سن لیتا ہے تو فوراً اسے اپنا مخالف سمجھ کر اس سے نہ صرف نفرت کا اظہار کرتا ہے بلکہ مکروہ انداز میں اس کی تردید فرض سمجھی جاتی ہے' مخالف کی ایک ایسی بات میں جس کے کئی محمل اور مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں' وہی توجیہ اختیار کریں گے' جس میں اس کی تحقیر و تذلیل ہو۔

۶:.....بہتان طرازی کا فتنہ:

مخالفین کی تذلیل و تحقیر کرنا' بغیر دلیل کے ان کی طرف گستاخی باتیں منسوب کرنا' اگر کسی مخالف کی بات ذرا بھی کسی نے نقل کر دی' بلا تحقیق اس پر یقین کر لینا اور مزے لے لے کر محافل ومجالس کی زینت بنانا' بالفرض اگر خود بہتان طرازی نہ بھی کریں' دوسروں کی سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق صحیح سمجھنا' کیا یہ نص قرآنی کے خلاف نہیں؟

"اگر آئے تمہارے پاس کوئی
گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو۔" (القرآن)

۷: جذبۂ انتقام کا فتنہ:

کسی شخص کو کسی شخص سے عداوت ونفرت یا بدگمانی ہے لیکن خاموش رہتا ہے' لیکن جب ذرا اقتدار مل جاتا ہے' طاقت آ جاتی ہے' تو پھر خاموشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا' گویا یہ خاموشی معافی اور درگزر کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ بے چارگی و ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے تھی' جب طاقت آ گئی تو انتقام لینا شروع کیا' رحم و کرم اور عفو و درگزر سب ختم۔

۸: حب شہرت کا فتنہ:

کوئی دینی یا علمی یا سیاسی کام کیا جائے تو آرزو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ داد ملے اور تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوں' درحقیقت اخلاص کی کمی یا بالکل نہ ہونے کی وجہ سے اور خود نمائی و ریاکاری کی خواہش سے یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کام کرنے والوں میں یہ مرض پیدا ہو گیا اور درحقیقت یہ شرک خفی ہے' حق تعالیٰ کے دربار میں کسی دینی یا علمی خدمت کا وزن اخلاص سے ہی بڑھتا ہے' اور یہی تمام اعمال میں قبول عنداللہ کا معیار ہے' اخبارات' جلسے' جلوس' دورے زیادہ تر اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

۹: خطابت یا تقریر کا فتنہ:

یہ فتنہ عام ہوتا جا رہا ہے کہ لن ترانیاں اعجازی درجہ میں ہوں' عملی کام صفر کے درجہ میں ہوں' قوالی کا شوق دامن گیر ہے' عمل و کردار سے زیادہ واسطہ نہیں۔

"کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں
کرتے بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے
یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔" (القرآن)

خطیب اس انداز سے تقریر کرتا ہے گویا تمام جہاں کا درد اس کے دل میں ہے' لیکن جب عملی زندگی سے نسبت کی جائے تو درجہ صفر ہوتا ہے۔

۱۰: پروپیگنڈہ کا فتنہ:

جو جماعتیں وجود میں آئی ہیں' خصوصاً سیاسی جماعتیں' ان میں غلط پروپیگنڈہ اور واقعات کے خلاف جوڑ توڑ کی وبا اتنی پھیل گئی ہے' جس میں نہ دین ہے اور نہ اخلاق' نہ عقل ہے نہ انصاف' محض یورپ کی دین باختہ تہذیب کی نقالی ہے' اخبارات' اشتہارات'

ریڈیو ٹیلیویژن تمام اس کے مظاہر ہیں۔

۱۱: مجلس سازی کا فتنہ:

چند اشخاص کسی بات پر متفق ہوگئے یا کسی جماعت سے اختلاف رائے ہوگیا' فوراً ایک نئی جماعت تشکیل دیدی' طویل و عریض اغراض و مقاصد بتائے جاتے ہیں' پروپیگنڈہ کے لئے فوراً اخبار نکالا جاتا ہے' بیانات چھپتے ہیں کہ اسلام اور ملک بس ہماری جماعت کے دم قدم سے باقی رہ سکتا ہے۔ نہایت دلکش عنوانات اور جاذب نظر الفاظ و کلمات سے قراردادیں اور تجویزیں چھپنے لگتی ہیں' امت میں تفریق و انتشار اور گروہ بندی کی آفت اسی راستے آتی ہے۔

۱۲: عصبیت جاہلیت کا فتنہ:

اپنی پارٹی کی ہر بات' خواہ وہ کیسی ہی غلط ہو' اس کی حمایت و تائید کی جاتی ہے اور مخالف کی ہر بات پر تنقید کرنا سب سے اہم فرض سمجھا جاتا ہے۔ مدعی اسلام جماعتوں کے اخبار و رسائل تصویریں' کارٹون' سینما کے اشتہار' سود اور قمار کے اشتہار اور گندے مضامین شائع کرتے ہیں' مگر چونکہ "اپنی جماعت" کے حامی ہیں' اس لئے جاہلی تعصب کی بنا پر ان سب کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔ الغرض جو اپنا حامی ہو' وہ تمام بدکرداریوں کے باوجود پکا مسلمان ہے اور جو اپنا مخالف ہو' اس کی نماز روزہ کا بھی مذاق اڑایا جاتا ہے۔

۱۳: حب مال کا فتنہ:

حدیث میں تو آیا ہے کہ "دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔" حقیقت میں تمام فتنوں کا قدر مشترک حب جاہ یا حب مال ہے' بہت سے حضرات "ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ" کو دنیا کی جستجو اور محبت کے لئے دلیل بناتے ہیں۔ حالانکہ بات واضح ہے کہ ایک ہے دنیا سے تعلق اور ضروریات کا حصول' اس سے انکار نہیں' ایک ہے طبعی محبت جو مال اور آسائش سے ہوتی ہے' اس سے بھی انکار نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ حب دنیا یا حب مال کا اتنا غلبہ نہ ہو کہ شریعت محمدیہ اور دین اسلام کے تمام تقاضے ختم یا مغلوب ہو جائیں۔ اقتصاد و اعتدال کی ضرورت ہے' عوام سے شکایت کیا کی جائے؟ آج کل عوام سے یہ فتنہ گزر کر خواص کے قلوب میں بھی آ رہا ہے' بہت اختصار سے اشاروں میں ان فتنوں کا تذکرہ کر دیا ہے۔ تفصیلات کے لئے طویل مقالے کی ضرورت ہے' جس کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز

GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP NO. 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE: 745543

بقیہ: دشمنان اسلام

اعتماد بالکل نہیں رہا' اہل باطل پر اعتماد کے نتائج ان کے سامنے ہیں' پھر بھی وہ آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ اقبال نے مسلم حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے:

ترا اندر بیابانے مقام است
کہ شامش چوں سحر آئینہ فام است
بہر جائے کہ خواہی خیمہ گستر
طناب از دیگراں جستن حرام است

روئے زمین پر تمہیں وہ مقام حاصل ہے جس کی شام دوسروں کی سحر سے زیادہ روشن ہے' خودی کو پہچانو' اگر طناب تمہاری ہے تو جہاں اور جب چاہو خیمہ گاڑ سکتے ہو اور ہر جگہ منزل بنا سکتے ہو' اگر طناب تمہاری نہیں تو مستعار لے کر تم آزادی کی دولت کھو بیٹھو گے۔

صورت حال یہی ہے کہ ہمارے اصحاب اقتدار اپنی طناب استعمال کرنے کے بجائے دوسروں سے مستعار لے کر اپنی خودی اور آزادی کو فروخت کر چکے ہیں' غلامی نے ان کے ضمیر بدل ڈالے ہیں اور اب ہر آن اس کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے کہ خدا اور خودی پر بھروسہ کیا جائے اور اغیار کی فریب کاریوں سے نکل کر عملی اقدام کے مرحلے میں داخل ہوا جائے۔

سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذت نمود میں ہے

فتنوں کے اس طوفان میں یہ گہری خاموشی ناقابل معافی جرم ہے' اگر اب بھی اصحاب اقتدار نے اپنے جرم کا احساس اور اس کی تلافی نہ کی تو پھر اس فرمان الٰہی کے ظہور میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا:

"اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔" (محمد:۳۸)

☆☆

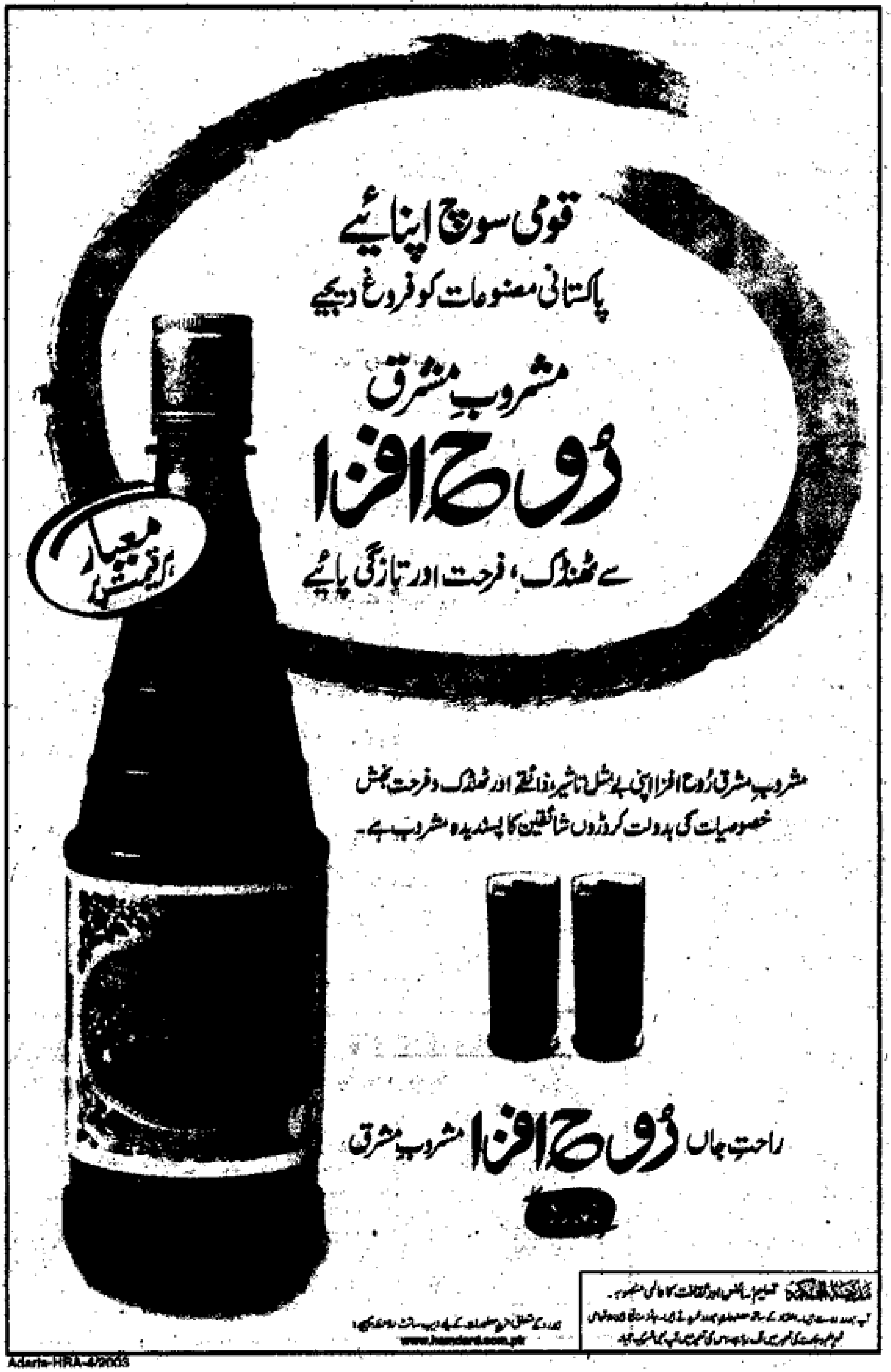
قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار ہر قیمت پر
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحت جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
www.hamdard.com.pk
Adarts-HRA-4/2003

دشمنانِ اسلام کی سرگرمیاں

مولانا محمد امجد قاسمی

قبلۂ اول بیت المقدس اور اس کا بابرکت خطۂ فلسطین تقریباً نصف صدی سے مسلسل اسلام دشمن یہود ونصاریٰ کی سازشوں اور منتقمانہ کارروائیوں کے نرغہ میں ہے' ظلم وستم اور وحشت وبربریت کے ہر ممکن حربے اور تجربے معصوم فلسطینی جانبازوں پر استعمال کئے جاتے رہے ہیں' ان حملوں سے نہ معصوم بچے محفوظ ہیں اور نہ پردہ پوش خواتین' ورلڈ سپر پاور کی ہمہ جہتی مدد اور تحریک سے اشتراک وساجھے داری سے مشرق وسطی کے اس مبارک علاقہ میں روزانہ نہ جانے کتنے بے قصور افراد موت کے گھاٹ اتارے جاتے ہیں' اور کتنے افراد معذور اپاہج کردیئے جاتے ہیں' ظلم و بربریت کی یہ کارروائی اس وقت فلسطین اور دیگر ممالک میں اُن غیور جانبازوں کا سر کچلنے کے لئے ہورہی ہے جو اقامت دین اور اعلائے حق کے لئے اپنا سب کچھ اللہ ورسول کے نام پر نچھاور کرکے قلبی فرحت محسوس کرتے ہیں اور بڑی سے بڑی مصیبت ان کو اپنے مقصد سے غافل نہیں کرپاتی اور واقعہ بھی یہی ہے:

وہ چنگاری خس وخاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا

عربی اخبارات کی رپورٹ کے مطابق ابھی حال ہی میں اسرائیل نے اپنی جیلوں میں محبوس مسلم فلسطینی خواتین کے ساتھ انتہائی پرتشدد ذلت ناک و شرمناک معاملہ کیا ہے' متعدد خواتین کو سخت جسمانی اذیت دی گئی ہے اور بری طرح زدوکوب کیا گیا ہے' بیمار خواتین کے علاج کے لئے ڈاکٹر بلانے کے مطالبہ کو لے کر پولیس نے ان خواتین پر ظلم کے پہاڑ توڑے اور بیمار خواتین تک کو اذیت دینے سے معاف نہیں رکھا' دوسری طرف حالیہ خبروں کے بموجب اسرائیل نے فلسطین کے مختلف علاقوں پر زبردست اور لگاتار فضائی حملے کئے ہیں' ان میں عمارتوں اور املاک کے اتلاف کے ساتھ اسکولوں کے بے قصور بچے بھی نشانہ بنے اور ان کلیوں کو بری طرح مسل دیا گیا' اسرائیلی حکومت پورے جوش کے ساتھ ان حملوں کے تسلسل کا عزم دہرا رہی ہے اور دنیا کی متعدد حکومتیں اسرائیلی موقف کو حق بجانب قرار دے رہی ہیں' امریکہ نے (جو ہمیشہ اپنی شبیہ غیر جانبدار وامن پسند طاقت کے روپ میں پیش کرتا رہا ہے) ان حملوں کی تائید کرتے ہوئے فلسطینی سرگرم تحریک "حماس" کے اثاثے منجمد کردیئے ہیں اور اسے انسداد دہشت گردی پہلی اقدام قرار دیا ہے' اس طرح امریکہ نے "فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے" کا ایک بار پھر عملی مظاہرہ کیا ہے' یہود نام نہاد مدعیان اسلام کے ٹولوں کے ساتھ سازباز کرکے تاریخ کا عجیب وغریب ہولناک طوفان ظلم وقساوت برپا کئے ہوئے ہیں اور ہر طرح سے اسلامی اقدار اور اسلامی اخلاق وکردار کی بیخ کنی کو ہدف بنائے ہوئے ہیں۔

اہل ایمان پر یہ چوطرفہ حملے ان کے لئے اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں' اور ان کے ایمان ویقین کی قوت ومضبوطی کے امتحان کے لئے ان پر یہ سختیاں اور مصائب لائے جارہے ہیں اور انہیں ہلایا اور جنجھوڑا جارہا ہے' گزشتہ ادوار میں انبیاءؑ 'متبعین انبیائے اور مجاہدین اسلام کو ان آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور آج بھی یہ راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ دین حق کے راستہ میں مزاحم ہر طاغوت کا زور توڑنے میں جسم وجان کی تمام تر قوتیں صرف کرنی پڑیں گی' قرآن کہتا ہے:

"پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت کا داخلہ تم کو مل جائے گا؟ حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں' مصائب آئے انہیں ہلایا گیا حتیٰ کہ پیغمبر اور ان کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ ہاں اللہ

کی مد قریب ہے۔" (البقرہ:۲۱۴)

اس وقت عالم اسلام کو سب سے بڑا مقابلہ یہود و نصاریٰ سے درپیش ہے' یہ دونوں گروہ اپنے مذہبی عقائد کے اختلاف کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کی عداوت پر متحد ہیں۔ قرآن میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے:

"اے ایمان والو! یہود و عیسائی کو اپنا رفیق نہ بناؤ' یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں' اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہیں میں ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔" (المائدہ:۵۱)

یہود و نصاریٰ کے بعد دوسرا مقابلہ اہل حق کو ہر دور میں منافقوں سے ہوتا ہے' یہ گروہ آج بھی ہے' اور بدقسمتی سے ایوان اقتدار تک عام طور پر رسائی اس وقت اسی گروہ کی ہے۔ یہ گروہ یہود و نصاریٰ سے خفیہ ساز باز کئے ہوئے ہے۔ قرآن کہتا ہے:

"تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے' وہ انہیں میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔" (المائدہ:۵۲)

ہر دور میں اہل نفاق کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ زبانی اقرار اسلام سے وہ فائدے حاصل کرتے ہیں جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے مل سکتے ہیں' اور جو فائدے کافر ہونے کی حیثیت سے حاصل ہو سکتے ہیں ان کے لئے کافروں سے جا ملتے ہیں' یہ سوداگرانہ ذہنیت ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

تاریخی تسلسل اس حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے کہ بحیثیت مجموعی اہل اسلام کو سب سے زیادہ نقصان یہودیوں کی فتنہ دماغی نے پہنچایا ہے۔ اس وقت بھی نصاریٰ کی زمام کار انہیں کے ہاتھ میں ہے' قرآن خود اس حقیقت کا ذکر کرتا ہے:

"تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔" (المائدہ:۸۲)

اسلام دشمنی میں جو حصہ یہودیوں کا ہے' عیسائی بھی اتنا ہی حصہ رکھتے ہیں' فرق صرف اتنا ہے کہ یہود کے بالمقابل نصاریٰ میں خدا ترسوں کی ایک تعداد موجود ہونے کی وجہ سے انہیں قبول حق کی توفیق نسبتاً زیادہ ہوئی' پھر قرآن میں یہود و نصاریٰ کا جو تقابل کیا گیا ہے اور اس میں نصاریٰ کو مسلمانوں کی دوستی میں قریب قرار دیا گیا ہے' اس میں وہ قدیم فرقہ نصاریٰ مراد ہے' جس کے آثار ظہور اسلام کے وقت تک کسی نہ کسی درجہ میں باقی تھے۔ رہیں آج کی فرنگی اقوام تو یہ عداوت اسلام میں کسی بھی طرح یہود سے پیچھے نہیں ہیں' البتہ دماغی سازشوں نے یہود کو یہ مقام دے دیا ہے کہ وہ اپنے اشاروں پر عیسائیوں کو گھماتے ہیں۔

قرآن کریم کی سورۂ بقرہ میں یہودیوں کی فطری و طبعی خصوصیات اور بے راہ رویوں کو خوب نمایاں فرمایا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم اپنے آغاز ہی سے تحریف فی الدین' تلبیس' دنیا طلبی' عہد شکنی' ہٹ دھرمی' سازش اور فتنہ پروری کی عادی رہی ہے' ہر زمانہ میں اس کی شکلیں اور انداز بدلتے رہے مگر اصل فطرت اپنا کام کرتی رہی' یہودیوں نے انبیاء کو قتل کرنے ان کی نافرمانیاں کرنے اور ان کی تکذیب کرنے کے تمام جرائم انجام دیئے ہیں۔ ان کی قساوت قلب کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے:

"پھر بھی تمہارے دل سخت ہو گئے' پتھروں کی طرح سخت' بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے' کیونکہ پتھروں میں سے کوئی تو ایسا بھی ہوتا ہے' جس میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں' کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے' اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔" (سورۂ بقرہ:۷۴)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہود پر اپنی بے شمار نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ چند کا ذکر ہم کرتے ہیں:

"۱:...... دین حق کی رہنمائی بواسطہ انبیاء۔

۲:...... فرعون کے ظلم سے نجات اور قلت کے باوجود فرعون پر غلبہ۔

۳:...... اقوام عالم پر برتری اور امامت اقوام کا منصب۔

۴:...... سمندر میں راستے نکال کر نجات اور فرعون کی غرقابی۔

۵:...... گوسالہ پرستی کے جرم کی معافی۔

۶:...... زبردست کڑک کے ذریعہ موت کے بعد دوبارہ زندگی۔

۷:...... من و سلویٰ کا نزول اور خوش عیش زندگی۔

۸:...... تپتی دھوپ کی اذیت سے بچاؤ کے لئے ابر کا سایہ۔

۹:...... میدان تیہ سے نکال کر مطلوبہ بستی میں داخلہ اور مطلوبہ نعمتوں کی نوازش۔

۱۰:.....صحراء میں سخت پیاس کے عالم میں پتھر سے جاری بارہ چشموں کے ذریعہ سیرابی وغیرہ۔

لیکن ان تمام نعمتوں کی ناشکری' سرکشی اور کج روی کی وجہ سے ان پر لعنت کے ڈونگرے برسائے گئے اور "ذلت و خواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے' یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدود شرع سے نکل نکل جاتے تھے۔" (البقرہ:۶۱)

اللہ کا عذاب اس قوم پر مختلف شکلوں میں آیا:
(۱) ذلت وخواری اور پستی و بدحالی کا تسلط (۲)ان کے جسموں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کردیا گیا' (۳)سخت مشقتیں جھیلنی پڑیں' (۴)میدان تیہ میں چالیس سال بھٹکتے پھرے (۵) گوسالہ پرستی سے توبہ اس شرط پر قبول کی گئی کہ گوسالہ پرستوں کو قتل کیا جائے' وغیرہ وغیرہ۔

کرۂ ارض پر جو جرائم یہودیوں کی تاریخ میں ملتے ہیں' کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی' قرآن کریم میں ان کے دسیوں جرائم کا پردہ فاش کیا گیا ہے:

۱:.....ان کی خیانت کا ذکر یوں آیا ہے:
"کیا ہمیشہ ہی ایسا نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک گروہ نے اسے ضرور ہی بالائے طاق رکھ دیا؟ بلکہ ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔" (البقرہ:۱۰۰)

۲:.....کبر وغرور کا تذکرہ:
"جب بھی ان کے پاس کوئی رسول ان کی خواہشات نفس کے خلاف کچھ لے کر آیا تو کسی کو انہوں نے جھٹلایا اور کسی کو قتل کردیا۔" (المائدہ:۷۰)

۳:.....فساد کا ذکر:
"یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کررہے ہیں مگر اللہ فساد برپا کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔" (المائدہ:۶۴)

۴:.....اللہ کی شان میں بے ادبی وگستاخی:
"یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں (اللہ بخیل ہے)' باندھے گئے ان کے ہاتھ اور لعنت پڑی ان پر اسی بکواس کی بدولت جو یہ کرتے ہیں' اللہ کے ہاتھ تو کشادہ ہیں' جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے' حقیقت یہ ہے کہ جو کلام تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے' وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی و باطل پرستی میں الٹے اضافہ کا موجب بن گیا ہے۔" (المائدہ:۶۴)

یہی وجہ ہے کہ یہود دنیا میں اپنے بخل وتنگدلی کے لئے مشہور ہیں۔

۵:.....اللہ کی طرف اولاد کا انتساب:
"یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں' یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں' ان لوگوں کی دیکھا دیکھی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہوئے تھے خدا کی مار ان پر' یہ کہاں سے دھوکا کھارہے ہیں۔" (التوبہ:۳۰)

۶:.....اپنے علماء وزہاد کی پرستش:
"انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح بن مریم کو بھی' حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا' وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں' پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔" (التوبہ:۳۱)

۷:.....دنیوی زندگی کی حرص بے پناہ:
"تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتی کہ یہ اس معاملہ میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں' ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیئے' حالانکہ لمبی عمر بہرحال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی' جیسے کچھ اعمال یہ کررہے ہیں اللہ تو انہیں دیکھ رہا ہے۔" (البقرہ:۹۶)

ان کے علاوہ یہود کی تحریف' حلف' حرمت کے احکام میں ردوبدل' تکذیب' ذلت' شیطان کی پیروی' گوسالہ پرستی' کج فطرتی' رشوت خوری' جھوٹ' گناہوں کی طرف سبقت اور فتنہ وشرانگیزی کا ذکر قرآن نے مختلف اسالیب میں جابجا کیا ہے۔(ملاحظہ ہو سورۂ مائدہ:۶۳'۶۲'۴۱' سورۂ بقرہ:۵۳'۵۹'۷۰'۸۰'۸۳'۸۵'۹۲'۹۳ وغیرہ)

قرآن نے ایک اور اہم حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے:
"ان پر ذلت کی مار ہی پڑی کہیں اللہ کے ذمہ یا انسانوں کے ذمہ میں

پناہ مل گئی تو یہ اور بات ہے' یہ اللہ کے غضب میں گھر چکے ہیں' ان پر محتاجی و مظلومی مسلط کردی گئی ہے۔" (آل عمران:۱۱۲)

مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ یہود پر دائمی ذلت وخواری منجانب اللہ مسلط ہے' یعنی وہ کتنے ہی صاحب ثروت کیوں نہ ہو جائیں' ہمیشہ تمام عالم میں حقیر و ذلیل سمجھے جائیں گے' جو ان پر قابو پائے گا وہ انہیں ذلیل کرے گا۔ (ابن کثیر)

وہ ہمیشہ دوسروں کی غلامی میں رہیں گے' ٹیکس دیتے رہیں گے' خود مستقل اقتدار ان کے ہاتھ میں نہ آئے گا' اور بظاہر اسرائیل میں جو اقتدار انہیں حاصل ہے وہ دوسروں کی حمایت کا نتیجہ ہے' ان کے اپنے بل بوتے پر قائم نہیں ہے۔ اسرائیل میں یہودی ریاست فی الواقع امریکہ' روس و برطانیہ کے تعاون سے قائم ہوئی تھی اور آج بھی اسی وجہ سے باقی ہے' قرآنی بیان کے مطابق یہ یہودیوں کو انسانی ذمہ میں پناہ ملی ہوئی ہے' ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنی ازلی سازشی سرشت کی وجہ سے یہود نصاریٰ کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ان کے سہاروں پر کھڑے ہونے کے باوجود ان کو اپنی پالیسی کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کئے ہوئے ہیں جیسا کہ موجودہ عالمی منظر نامہ سے بالکل واضح ہے۔

مرور ایام سے یہودیوں کی ان دسیسہ کاریوں میں سر مو فرق نہیں آیا ہے' جن کا ذکر قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ عالم اسلام کے ہر گوشہ میں اس کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں' یورپی طاقتوں نے اسلامی بلاک کو کمزور و ناتواں کرنے کے لئے جس مقصد کے تحت اسرائیلی حکومت کی داغ بیل ڈالی تھی وہ مقصد بڑی حد تک پورا ہوا ہے' اور اس عاجز کے خیال میں اس کے دو اہم سبب ہیں۔

پہلا سبب تو اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک کے بیشتر حکمرانوں اور اصحاب اقتدار افراد کی عیش کوشی' تن آسانی' حب اقتدار' بقائے منصب کی پالیسی اور ملت اسلامیہ کے اجتماعی مسائل میں دورخی پالیسی یا زبانی دعوؤں سے پُر اور عملی اقدام سے گریزاں انداز و مزاج ہے۔ فلسطین کے مسئلہ میں بھی زبانی جمع خرچ تو بہت ہوا مگر عملی اقدام نہ ہونے کے برابر رہا' افغانستان کے معاملہ میں تقریباً سب ہی کی پالیسی مجرمانہ خاموشی اور بے حمیتی کی آئینہ دار رہی۔ اس طرح بقول اقبال حرم کے یہ نگہبان اپنے فرض نگہبانی کی ادائیگی کے بجائے بت خانہ کی پاسبانی کررہے ہیں' ان کا یقین مردہ و مضمحل اور ان کی نگاہ مستعار اور رہین منت اغیار ہے:

نگہبان حرم معمار دیر است
یقینش مردہ و چشمش بغیر است
ز انداز نگاہ او تواں دید
کہ نومید از ہمہ اسباب خیر است

واقعہ یہ ہے کہ نظام ملوکیت نے یہ دن دکھائے ہیں۔ اہل اسلام نے جو قیصر و کسریٰ کے نظام استبداد کو ختم کرچکے تھے' خود ملوکیت اور عجمی سیاست کے دام میں الجھ کر اپنی زندگی کی چولیں ہلادیں' پھر نہ ان کی زندگی میں حرارت رہی اور نہ اپنے پیغمبر سے ان کو تعلق رہا' بقول اقبال مرحوم:

در دل او آتش سوزندہ نیست
مصطفیٰ درسینہ او زندہ نیست
خود طلسم قیصر و کسریٰ شکست
خود سر تخت ملوکیت نشست

دوسرا سبب عوام میں اسلامی تہذیب و اقدار پر اعتماد ختم کرکے یورپی تہذیب کے دام فریب میں الجھانے کی منظم سازش ہے جو بڑی حد تک کامیاب رہی۔ چنانچہ تسخیر کائنات اور احتساب کائنات کے لئے اٹھنے والی یہ امت ایمان کی طاقت اور روح کی قوت سے محروم اور دین کی عالمگیری کے سلسلہ میں بد اعتماد ہوتی گئی:

روح در تن مردہ از ضعف یقین
نا امید از قوت دین مبین

پھر ان افراد کا قحط ہوتا چلا گیا جو جانبازی اور جانفشانی کے ساتھ میدان عمل میں آئیں۔ بقول اقبال مرحوم:

مسلمانے کہ مرگ از وے بلرزد
جہاں گردیدم و اورا ندیدم

وہ مسلمان لاکھ جستجو کے بعد بھی مجھے نہ مل سکا جو موت سے نہیں بلکہ موت اس سے ڈرتی ہو اس لئے کہ اہل باطل موت سے نہ ڈرنے والے فاقہ کش مجاہد کے بدن سے روح دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نکالنے کے ساتھ ہی فکر عرب کو فرنگی تخیلات میں غرق کرکے اسلام کو حجاز و یمن سے نکالنے میں کافی کامیاب ہوچکے تھے۔

اصحاب اقتدار کی بے دینی' مغرب نوازی اور بے حمیتی اور عوام میں یورپین کلچر کے نمایاں اثرات نے ملت اسلامیہ کو عجیب دوراہے پر لاکھڑا کیا ہے۔ دوسری طرف اہل حق کی سرگرم کوششوں کی وجہ سے ملت کے اجتماعی مسائل میں عوام کے ضمیر کو زندہ کرنے اور مغربی اثرات کو ختم کرنے میں قابل قدر کامیابی بھی ملی ہے۔ ذرا سی آنچ سے عوام کے دلوں میں شعلہ ایمانی پھر فروزاں ہوگیا اور اگرچہ اس سمت میں ابھی بہت سارا کام باقی ہے مگر پھر بھی بہت سارا کام ہو بھی چکا ہے۔

البتہ اصحاب اقتدار کی بے حسی اور بے دینی بدستور اپنی جگہ قائم ہے' انہیں اپنی روایات و اقدار پر

باقی صفحہ 9 پر

ایمان کے ڈاکو

مولانا محمد نذر عثمانی

دنیا میں مال و دولت لوٹنے والے ڈاکوؤں کے بارے میں تو آپ نے سنا ہوگا جو کسی بھی شاہراہ گھر یا بینک کو لوٹنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ہتھیاروں سے مسلح ہوکر وارد ہوتے ہیں اور لوٹ کر روانہ ہوجاتے ہیں' بعض ڈاکو تو اتنے معروف ہوجاتے ہیں کہ ان کے نام کا سکہ چلتا ہے' یہاں سندھ میں پولیس' رینجرز' خفیہ ایجنسیوں اور فوج کے ہوتے ہوئے بھی رات کو شاہراہوں' گلیوں اور محلوں میں عملاً ڈاکوؤں کی حکومت ہوتی ہے' جسے کوئی بھی پولیس والا چیلنج کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتا' لیکن جن ڈاکوؤں کا ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ ان سے بھی بڑے ڈاکو ہیں' نام اور علاقے کے فرق کے باوجود ان ایمان کے ڈاکوؤں میں اتنی مماثلت ہے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے' مال و دولت کے لوٹنے والے ڈاکوؤں سے تو انسان صرف اپنی جمع پونجی گنواتا ہے' لیکن ایمان کے ڈاکو جب کسی پر حملہ آور ہوتے ہیں تو نہ اس کا مال بچتا ہے' نہ ایمان اور نہ عزت' اس مختصر تمہید کے بعد آج ہم آپ کو آج سے چودہ سو سال قبل تشریف لانے والے عالم انسانیت کے سردار انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سلسلۂ نبوت کو ختم کرکے خاتم النبیین کا لقب پانے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتے ہیں:

"میں تمام انبیا میں سے آخری نبی ہوں اور تم تمام امتوں میں سے آخری امت۔"

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قرآنی آیات اور احادیث شریفہ اس کثرت کے ساتھ وارد ہیں کہ علمائے ربانیین نے جب انہیں جمع کیا تو وہ مکمل کتابیں بن گئیں' لیکن بہت سے بدبخت اور روسیاہ اس کے باوجود بھی دعویٰ نبوت کرکے جہنم کے ٹھیکیدار بن گئے' ان میں مسیلمہ کذاب' سجاح' طلیحہ اسدی' اسود عنسی جیسے بدبخت شروع میں پیدا ہوئے' ان کا مفصل تذکرہ کرنا مقصود نہیں' ان کے بعد بھی بہت سارے ایمان و اسلام دشمنوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح مکمل اور تا قیامت نبوت کے ہوتے ہوئے بھی نبوت کا دعویٰ کیا' ان میں سے چار ایمان کے ڈاکوؤں کے بارے میں ہم آپ سے کچھ گزارشات کریں گے' پہلے ایمان کے ڈاکو کا تذکرہ کچھ یوں ہے:

(۱) ملا محمد اٹکی: ظہور یا دوسرے لفظوں میں خروج ۹۷۷ھ بمطابق ۱۵۶۹ء۔ ملا محمد اٹکی اٹک کیمبل پور میں پیدا ہوا' ذکری طبقہ کی مشہور قلمی کتاب سیر جیانی میں مرقوم ہے کہ ملا محمد اٹکی نے دنیا کے اکناف و اطراف میں کافی چکر لگایا' لیکن اسے کہیں پذیرائی نہ ملی' کہیں ایک آدھ ہمنوا مل گیا ورنہ کچھ نہیں' بالآخر کیچ مکران بلوچستان میں دین سے ناواقفیت کی بنا پر اس کو خوب پذیرائی ملی' علاقہ میں اہل علم کی کمی تھی' جلد ہی گمراہوں کا ایک گروہ اکٹھا ہوگیا' ملا محمد اٹکی نے مہدویت' نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے کے کچھ عرصہ بعد روپوش ہوگیا' اس کے ماننے والوں کو ذکری کہتے ہیں۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی: ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں قادیان میں پیدا ہوا' اس وقت پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی' ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریزوں کی حمایت کرکے سرکار برطانیہ سے جاگیریں اور اعزازات حاصل کئے' مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نام نہاد اور جھوٹی نبوت کے ابتدائی حالات کو اس طرح رقم کرتا ہے:

"میری عمر ۳۴ یا ۳۵ برس کی ہوگی' جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا' مجھے خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے' میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے خواب آیا تھا' تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض پیچش میں مبتلا پایا اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہوگئے' غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار

کے گزری' ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے مکالمات الہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔" (کتاب البریہ ص۱۴۳ تا ۱۴۶ روحانی خزائن ص۱۶۲ ج۱۳)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے ۶۷ یا ۶۸ سال کی زندگی اسلام کے خلاف گزاری' مجدد' محدث' مہدی' مسیح موعود' نبی خدا ہونے کے مکروہ دعاوی کئے اور ۱۹۰۸ء کو واصل جہنم ہوا' اس کے ماننے والوں کو قادیانی کہا جاتا ہے۔

(۳) باب و بہاء اللہ: تیسرے ایمان کے ڈاکو کا تذکرہ کچھ یوں ہے' جس کو محفل روحانی ملی بہائیان پاکستان کے انیس الرحمٰن دہلوی نے اپنی کتاب نبأ عظیم میں بیان کیا: شیراز کے ایک مقدس نوجوان سید علی محمد باب نے جب وہاں ۱۸۴۳ء میں اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس صور اسرافیل کی آواز ایران کے کونے کونے میں پھیل گئی اور اس قدر شور قیامت برپا ہوا کہ زمین و آسمان گونج اٹھے حضرت باب کے مومنین اس پیغام کو لے کر اطراف میں پھیل گئے اور حقیقت پسند ارواح لبیک کہتی ہوئی دوڑیں اور ایمان سے فائز ہوئیں مگر اس آواز پر صاحبان جبہ و دستار مشتعل ہو گئے اور باب اعظم کو تبریز میں شہید (قتل) کر دیا گیا یہ پیغام امر حضرت بہاء اللہ کے پاس بھی پہنچا اور جس طرح حضرت مسیح حضرت یحییٰ پر ایمان لائے تھے اسی طرح حضرت بہاء اللہ جو خاندان وزارت کے چشم و چراغ تھے حضرت باب پر ایمان لائے' آپ کا خاندانی نام حسین علی تھا اور آسمانی لقب بہاء اللہ تھا۔ تاریخ پیدائش ۱۸۱۷ء تاریخ وفات ۱۸۹۲ء کتابچہ نبأ عظیم ص۲۵ سید علی محمد باب اور حسین علی عرف بہاء اللہ کے مشترکہ دعاوی آگے چل کر بہائی مذہب کی شکل میں رونما ہوئے۔ بہاء اللہ نے بھی الوہیت' نبوت و رسالت' مظہر الٰہی' یوم اللہ جیسے مختلف دعاوی کئے' بہاء اللہ کے پیروکاروں کو بہائی کہا جاتا ہے۔

(۴) خدا و رسول کا چوتھا دشمن اور اہل ایمان کے عقائد پر ڈاکہ ڈالنے والا صدیق دیندار تھا' نام صدیق دیندار لقب تھا' اپنے نام کے ساتھ چن بسویشور لکھا کرتا تھا' حیدر آباد دکن انڈیا میں رہائش تھی' ۱۴/ رمضان المبارک ۱۳۰۳ھ میں دکن میں اپنا منحوس قدم رکھا' آصف نگر حیدر آباد میں اس کی خانقاہ کا نام خانقاہ سرور عالم یا جگت گرو آشرم تھا صدیق دیندار اپنے سے بڑے شیطان مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ میل ملاپ رکھتا تھا بشیر الدین محمود سے قادیان جا کر بیعت کی' محمد علی لاہوری مرزائی سے قادیانی تفسیر پڑھی' اس نے ہندوؤں کے اوتار' مہدی' یوسف موعود' مثیل موسیٰ' مظہر خدا' نبوت اور بھی کئی قسم کے دعوے کئے' اس کے ماننے والے دیندار انجمن والے کہلاتے ہیں' چاروں مدعیان کے مختصر حالات سے آگاہی کے بعد اب تفصیل کے ساتھ ان کے دعاوی آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے' ان میں سے پہلے وہ دعاوی جن میں حیران کن مماثلت موجود ہے' نام علاقے اور وقت کے فرق کے باوجود ان چاروں کے اہداف ایک جیسے ہیں' ان کے دعاوی کو پڑھنے کے بعد آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان دعوؤں میں کوئی فرق نہیں۔

امام مہدی علیہ الرضوان کے نام سے ان چاروں مدعیان نبوت نے دعوے کیے ہیں' پہلے حضرت امام مہدی کے بارے میں آپ معلومات حاصل کر لیں اور اس کے بعد ان مدعیان کے دعوؤں کو ملاحظہ فرمائیں' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر' شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب "تحفہ قادیانیت" جلد سوم ص ۲۵۲ پر امام مہدی آخر الزماں علیہ الرضوان کے بارے میں تفصیل کے ساتھ احادیث مبارکہ نقل کی ہیں میں بھی ان احادیث مبارکہ کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں' حضرت امام مہدی کے نام اور نسب کے بارے میں ابوداؤد شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے: "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ نام رکھا تھا اور اس کی پشت سے ایک شخص ظاہر ہو گا جس کا نام تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہو گا وہ اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو گا مگر بدنی ساخت میں نہیں' وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا امام مہدی خلیفہ حکمران ہوں گے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی' یہاں تک کہ عرب کا مالک حکمران ہو میرے اہل بیت میں سے ایک ایسا شخص جس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا۔ (ترمذی شریف ص۴۶ ج۲' ابوداؤد ص۲۳۲ ج۲' مشکوٰۃ ص۴۷۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود راوی حدیث ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو طویل کر دیں گے' یہاں تک کہ کھڑا کریں گے ایسے شخص کو جو میرے اہل بیت میں سے ہو گا' اس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے (نام کے) موافق ہو گا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی۔ (ابوداؤد ص۲۹۲ ج۲' مشکوٰۃ ص۴۷۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب

عراق والوں کے پاس روپے اور غلے آنے پر پابندی لگادی جائے گی' حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ یہ پابندی کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا: عجمیوں کی جانب سے' پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا کہ وہ وقت قریب ہے جبکہ اہل شام پر بھی پابندی عائد کردی جائے گی' پوچھا گیا کہ یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا: اہل روم کی جانب سے' پھر حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں ایک خلیفہ (مہدی) ہوگا جو لوگوں کو اموال لپ بھر بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ (مستدرک ص ۴۵۶ ج ۴)

حضرت سیدنا امام مہدی کے مزید احوال کو بیان کرنے کے لئے حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی کتاب "تحفہ قادیانیت" جلد سوم ص ۴۷۰ پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندیؒ کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے جو اس طرح ہے:

"ترجمہ عقیدہ نمبر ۹: اور علامات قیامت جن کی خبر مخبر صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے دی ہے' سب حق ہیں ان میں تخلف کا کوئی احتمال نہیں' مثلاً خلاف عادت مغرب کی جانب سے آفتاب کا طلوع ہونا' ظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان' نزول حضرت روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام' خروج دجال' ظہور یاجوج ماجوج' خروج دابۃ الارض اور ایک دھواں جو آسمان سے اٹھ کر تمام انسانوں کو گھیر لے گا اور لوگوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کردے گا۔" (مکتوبات امام ربانی) دفتر دوم مکتوب ۶۷ ص ۱۸۹ تا ۱۹۱)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "ازالۃ الخفاء" میں لکھتے ہیں: "ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرمائی ہے کہ امام مہدی قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امام برحق ہیں اور وہ زمین کو عدل وانصاف کے ساتھ بھر دیں گے جیسا کہ ان سے پہلے ظلم اور بے انصافی کے ساتھ بھری ہوئی ہوگی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے امام مہدی کے خلیفہ ہونے کی پیشگوئی فرمائی اور امام مہدی کی پیروی کرنا ان امور میں واجب ہوا جو خلیفہ سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ ان کی خلافت کا وقت آئے گا لیکن یہ پیروی فی الحال نہیں بلکہ اس وقت ہوگی جبکہ امام مہدی کا ظہور ہوگا اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوگی۔" (ازالۃ الخفاء فارسی ص ۶ ج ۲)

حضرت سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور اولیاء امت کی تحریرات پڑھیں اب ان مدعیان مہدویت و نبوت کے دعووں کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ایمان کے ڈاکوؤں کا پہلا دعویٰ امام مہدی ہونے کا ہے جو کہ ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ ملتا ہے' ملا محمد اٹکی جس کے ماننے والوں کو ذکری کہا جاتا ہے ملا محمد اٹکی کو امام مہدی مانتے ہیں۔ اس مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے:

۱:...... امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے' لہٰذا مہدی کا منکر کافر ہے۔ (ثنائے مہدی ص ۳' اسوئی نامہ ۱۰۱)

☆...... شارع محشر محمد مہدی ہوگا۔ (ذکری کون ہیں ص ۴۷)

☆...... تمام ذکری محمد مہدی کے امتی ہیں۔ (حقیقت نور پاک دفتر نامہ مہدی ص ۵)

☆...... سابقہ تمام آسمانی کتابوں میں مہدی کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ (ذکر وحدت ص ۱۱)

☆...... اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے مہدی پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا عہد لیا تھا۔ (قلمی نسخہ ملا محمد ص ۹۹)

☆...... مہدی زندہ ہے' خدا کے پاس عرش پر کرسی بچھائے بیٹھے ہیں۔ (قلمی نسخہ نور الدین بن ملا کمالان حصہ معراج نامہ ص ۲۱)

۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا' اس کا دعویٰ اس کی تحریرات میں اس طرح ہے: "اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں' مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانے میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے' خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ "ھذا خلیفۃ اللہ المہدی" اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ مہدویت ۱۸۹۲ء میں اس وقت کیا جب اسے شاہ نعمت اللہ کا قصیدہ کہیں سے ملا (اس نعمت اللہ شاہ کے قصیدہ کو لے کر حال ہی میں ایک شخص سید شمس الحسن زیدی نے حیدرآباد سندھ میں بھی دعویٰ مہدویت کیا' جسے گرفتار کرلیا گیا ہے) مرزا نے مزید لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں' منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا' جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضروری ہے' یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے۔ (نشان آسمانی ص ۹'۱۰)

☆......مہدی موعود کا ایک نشان یہ ہے کہ اس کے وقت میں ماہ رمضان میں خسوف و کسوف ہوگا حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ (انوار الاسلام ص۳۱ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴۰)

☆......میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرینؒ سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا' ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔ (اشتہار معیار الاخیار مقدمہ تبلیغ رسالت ص۳۰ ج۹)

☆......مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مہدویت کی ایک دلیل یہ بھی لکھی کہ: اس کے ظہور سے پہلے زمین ظلم اور جور سے بھری ہوگی اور پھر وہ مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پُر کردے گا اب ظاہر ہے کہ اس زمانے میں ہر ایک قسم کے ظلم یعنی معصیت اور افراط و تفریط اور فسق و فجور سے زمین بھری ہوئی ہے' سو درحقیقت یہ وہی زمانہ ہے جو حدیث کے منشاء کے موافق ہے جس میں ہر ایک قسم کا گناہ اور ہر ایک قسم کی بدکاری اور ہر ایک قسم کی بداعتقادی پھیل گئی ہے اور شرک جو ظلم عظیم ہے' اس کا جھنڈا نہایت زور سے کھڑا کیا گیا ہے اور یہ حدیث نہایت وضاحت سے بیان کررہی ہے کہ حالت موجودہ کا ظلم اور جور جس کا طرز ہوگا اسی کی اصلاح کے لئے وہ مہدی موعود آئے گا۔ (کتاب البریہ مولفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۲۹۹)

☆......"جاننا چاہئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہوچکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا' لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔" (نشان آسمانی ص۱۷)

ذخیرہ احادیث میں اس مضمون کی کوئی ایک حدیث بھی نہیں جس میں مذکور ہو کہ امام مہدی چودھویں صدی میں آئے گا (یہ صرف مرزا کذاب کی بکواس ہے' ناقل) حضرت سیدنا امام مہدی کے بارے میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی) جو مال لپ بھر کر دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ (صحیح مسلم ص۳۹۵ ج۲)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مایہ ناز مناظر اور مجاہد اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: مرزا غلام احمد قادیانی مہدی آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ جماعت قادیانیہ کی طرف سے قادیانیوں سے چندہ (ٹیکس) وصول کرنے کے لئے سینکڑوں انسپکٹر مقرر کئے گئے جو ہر وقت مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیل خود پیش کرتے رہتے ہیں' اگر مرزا مہدی ہوتا تو اس کی جماعت کو چندہ وصول کرنے کے لئے انسپکٹروں کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ اس حدیث کے مطابق وہ خود لوگوں میں مال تقسیم کرتے' لیکن مرزا غلام احمد قادیانی ساری زندگی عوام الناس سے چندہ وصول کرکے رئیس قادیاں کہلاتے رہے' اسی طرح مرزا قادیانی مسیح موعود ہونے کا بھی دعویدار ہے جبکہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت احادیث میں اس طرح بیان کی گئی:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے' پس صلیب توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کردیں گے اور لڑائی موقوف کردیں گے۔" (صحیح بخاری ص۴۹۰ ج۱) (بحوالہ تحفہ قادیانیت ص۳۴۵ ج۱)

مولانا اللہ وسایا صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کے بعد جتنی بھی جنگیں لڑی گئی ہیں' وہ سب کی سب مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دلالت کرتی ہیں' اگر مرزا بزعم خود مسیح ہوتا تو اس کے آنے کے بعد تو جنگوں کا اختتام ہوتا' لیکن مرزا کے دعویٰ کی نحوست سے دو عالمی جنگیں ہوچکی ہیں اور کہیں نہ کہیں جنگ جاری ہے' حال ہی میں امریکہ' عراق جنگ بھی تمام قادیانیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے' اگر مرزا مسیح موعود ہونے کے اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو لڑائی موقوف اور جزیہ بند ہوچکا ہوتا۔

بہاء اللہ: تیسرا مدعی مہدی آخرالزماں حسین علی بہاء اللہ تھا' جس کا دعویٰ اس کی کتابوں سے درج کیا جاتا ہے:

"تمام آسمانی کتابیں بشارتوں اور یوم اللہ کی نشانیوں سے لبریز ہوگئیں' لوگوں کے دل اسی امید پر ۱۲۶۰ سال تک مطمئن رہے یہاں تک کہ ستارۂ درخشاں الٰہی افق فارس سے چمک اٹھا اور آتش حقیقت کا نورانی شعلہ شیراز سے بھڑکا' صبح صادق کی علامت آشکارا ہوگئی اور قائم موعود کے ظہور کی ہر طرف سے صدا آنے لگی: مبارک مبارک کہ صبح ہدایت نے سانس لیا' کہ ندائے جانفزا نے دنیا کا احاطہ کرلیا۔" (اہل بہاء کا مقصود ومدعا از کتاب الفرائد علامہ ابوالفضل گلپائیگانی صفحہ ۱۰۶)

☆☆..........☆☆

پہلی قسط

دجال فرنگ کی داستان حیات

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

نام اور تاریخ پیدائش:

انگریزی نبی کا پہلا نام "دسوندی" تھا۔ (تکذیب براہین احمدیہ ص:۱۲۷)

پتہ نہیں دسوندی سے کب "غلام احمد" بن گئے۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ میری پیدائش موضع قادیان ضلع گورداسپور میں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور ایک دوسری تحریر میں جو اپنے والد کی وفات کے سلسلہ میں لکھی ہے کہتے ہیں کہ جب میرے والد نے دنیا کو چھوڑا تو اس وقت میری عمر ۳۴ یا ۳۵ سال کی تھی۔ (کتاب البریہ ص:۱۵۹)

ان (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کا انتقال ۱۸۷۶ء میں ہوا ہے۔ (مسیح موعود مؤلفہ مرزا محمود احمد) اس اعتبار سے سن پیدائش ۱۸۴۱/۴۲ء ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا خاندان:

مرزا قادیانی کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟ اس کا پتہ لگانا ان کی تحریروں سے نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ وہ ۱۸۹۸ء تک اپنے آپ کو مرزا لکھتے رہے ہیں۔ چنانچہ "کتاب البریہ" جو ان کی ۱۸۹۸ء کی تصنیف ہے اس کے صفحہ ۱۳۴ پر اپنی قومیت برلاس (یعنی مغل) لکھی ہے۔ لیکن اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: میرے الہامات کی رُو سے ہمارے آبائے اولین فارسی تھے پھر ۱۹۰۱ء میں اس نسبی تعلق سے دست بردار ہو کر اپنے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۱۶ پر رقم طراز ہیں کہ: "میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی۔" اس کے ایک سال بعد ایک پلٹا اور کھایا اور اپنی تصنیف "تحفہ گولڑویہ" کے صفحہ ۴۰ پر یہ تحقیق سپرد قلم کی: "میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب آتے تھے۔" ان انکشافات سے ان کی ذات چار قوموں کا معجون مرکب معلوم ہوتی ہے۔ یعنی وہ بیک وقت مغل' یہودی' سید اور چینی سب تھے۔ خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیے۔

مرزا کے والد غلام مرتضیٰ بیگ کی عملی حالت:

آنجہانی انگریزی نبی کے مجھلے لڑکے میاں بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں کہ ہمارے دادا مرزا غلام مرتضیٰ بے نمازی تھے یہاں تک کہ ۷۵ سال کی عمر میں پہنچ کر بھی نماز نہیں پڑھی۔ (سیرت احمدی ج ا ص:۲۱۲)

مرزا کے ایام طفلی:

اللہ تعالیٰ کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے بچپن کے برعکس مرزا قادیانی کے ایام طفلی دیگر بازاری بچوں ہی کی طرح نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ان کی سوانح حیات "سیرت المہدی" میں درج ہے کہ ایک مرتبہ مرزا کے ہم عمر لڑکوں نے ان سے کہا کہ گھر سے شکر لاؤ' وہ گھر گئے تو وہاں پسا ہوا نمک رکھا تھا' اسے شکر سمجھ کر چپکے سے جیب میں بھر لیا اور لڑکوں کے سامنے پہنچ کر پھانکنا شروع کر دیا۔ (سیرت المہدی ج ا ص ۲۲۶) انگریزی نبی صاحب کو بچپن میں چڑیوں کے پکڑنے کی بھی عادت تھی۔ (ایضاً ج ا ص:۳۳۲)

تعلیمی لیاقت:

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم و معارف تمام تر موہبت ربانی پر موقوف ہوتے ہیں' اپنے جیسے انسان سے تعلیم و تعلم اور اخذ فیض سے ان کی زندگی بالکل پاک ہوتی ہے۔ اس لئے انگریزی نبی کو بھی یہ فکر ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو امی ثابت کریں۔ لیکن ان کا اسکولوں میں پڑھنا ایک ایسی حقیقت ہے جس کو خود مرزا جی بھی اپنے دجل و فریب سے چھپا نہ سکے۔ حضرات انبیاء و رسل کی اس صفت خاص میں ہمسری و برابری کی ناکام کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام الزماں کے لئے لازم ہے کہ وہ دینی امور میں کسی کا شاگرد نہ ہو بلکہ اس کا استاد خدا ہو۔" (اربعین ص:۱۱)

ایک دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں:

"آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی کا شاگرد نہیں ہوگا سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال بھی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن و حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔" (ایام الصلح ص:۱۴۷)

نبی بننے کی خواہش میں ان جھوٹے دعووں کے بعد "دروغ گورا حافظہ نباشد" کی بہترین مثال ملاحظہ کیجئے کہ بقلم خود آنجہانی مرزا کیا لکھ رہے ہیں:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا' جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں' اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس سال کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا...... میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے' اس کے بعد جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا' ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ (ان) مولوی صاحب سے میں نے نحو' منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا۔"

(کتاب البریہ ص ۱۴۹ تا ۱۵۰)

مرزا کے پہلے استاذ فضل الٰہی قادیان کے باشندے تھے' دوسرے استاذ فضل احمد فیروز والہ کے رہنے والے تھے اور تیسرے استاذ گل علی شاہ بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ (سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۴۳،۲۴۴)

"قیاس کن زگلستان من بہار مرا"

مرزا نے اپنے تیسرے استاذ گل علی شاہ کے بارے میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ میرے والد نے ان کو نوکر رکھا تھا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مرزا کے والد غلام مرتضیٰ ان کے دسترخوان کے ریزہ چین تھے۔ تفصیل کے لئے "مرآۃ القادیانیہ" مولفہ مرزا احمد علی امرتسری صفحہ ۲۹ و ص ۳۰ ملاحظہ کیجئے۔

مرزا کے اس بیان سے جہاں ان کا پہلا دعویٰ کہ انہوں نے کسی انسان سے قرآن و حدیث کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا ہے' غلط ہو جاتا ہے۔ وہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مرزا کی تعلیم ناقص اور ادھوری تھی اور وہ "نیم ملا خطرۂ ایمان" کے سچے مصداق تھے۔ (نزول مسیح ص:۱۴۰)

انگریزی زبان سے معمولی واقفیت:

انگریزی نبی کو بقول خود انگلش میں بھی الہام ہوا کرتے تھے اور نہایت فخر سے کہا کرتے تھے:

"میں انگریزی نہیں جانتا' اس کو چہ سے بالکل ناواقف ہوں' ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں۔ مگر خرق عادت کے طور پر اس زبان میں بھی مجھے الہام ہوتے ہیں۔"

(کتاب البریہ)

لیکن آنجہانی کا یہ دعویٰ بھی دروغ مصلحت آمیز ہی تھا' کیونکہ انہوں نے سیالکوٹ میں دوران ملازمت انگریزی کی دو ایک کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اور اسی کے نتیجہ میں انگریزی کے ٹوٹے پھوٹے جملے بول اور لکھ لیا کرتے تھے۔ میاں بشیر احمد لکھتے ہیں:

"مولوی الٰہی بخش ڈسٹرکٹ انسپکٹر نے منشیوں کے لئے ایک انگریزی کا مدرسہ قائم کیا تھا' ڈاکٹر امیر شاہ پنشنر معلم تھے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی انگریزی کی دو ایک کتابیں پڑھیں۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۴۷)

کچہری کی منشی گیری:

کچہری سیالکوٹ کی ملازمت بھی انگریزی نبی کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ مرزا کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی حکومت نے مرزا غلام مرتضیٰ کے لئے تاحین حیات سات سو روپے سالانہ کی پنشن مقرر کر دی تھی۔ اسی پر خاندان کے گزر بسر کا مدار تھا۔ ایام شباب میں ایک مرتبہ مرزا جی نے یہ رقم وصول کر کے عیش کوشیوں اور جوانی کی رنگ رلیوں میں اڑا دی' بعد میں ہوا و ہوس کا نشہ جب کچھ اترا تو یہ شرمندگی دامن گیر ہوئی کہ کس منہ سے گھر جائیں گے؟ اس لئے قادیان واپس آنے کے بجائے سیالکوٹ چلے گئے اور وہیں اپنے مکتب کے ساتھی لالہ بھیم سین کی سعی و کوشش سے پندرہ روپے ماہانہ پر کچہری میں منشی مقرر ہو گئے۔

عہد ملازمت:

مرزا زادے بشیر احمد لکھتے ہیں:

"مرزا صاحب نے دوران ملازمت اپنا دامن رشوت ستانی سے ملوث ہونے نہیں دیا۔"

لیکن مرزا کے اکثر واقف کار اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے بزمانہ ملازمت دل کھول کر رشوتیں لیں۔ چنانچہ مرزا احمد علی اپنی کتاب "دلیل العرفان"

میں لکھتے ہیں کہ منشی غلام احمد امرتسری نے اپنے رسالہ "نکاح آسمانی کے رازہائے پنہانی" میں لکھا تھا کہ مرزا نے زمانہ محرری میں خوب رشوتیں لیں۔ یہ رسالہ مرزا کی وفات سے آٹھ سال پہلے ۱۹۰۰ء میں شائع ہوگیا تھا مگر مرزا نے اس کی تردید نہیں کی۔

مقدمہ بازی کا مشغلہ:

آنجہانی مرزا نے منشی سے مختار بن جانے کی ہوس میں سیالکوٹ کے زمانہ قیام میں مختاری کا امتحان بھی دیا تھا استعداد کی کمی کی بنا پر اس امتحان میں وہ ناکام رہے اور مختاری کے منصب پر فائز ہونے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا پھر بھی اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ قانون مروجہ کی موشگافیوں سے کسی حد تک واقف ہوگئے۔ چنانچہ مختیاری کے امتحان میں ناکامی اور منشی گیری کی نوکری سے دل برداشتہ ہوکر جب قادیان واپس لوٹے تو ان کے والد نے خاندانی مقدمات کی پیروی کی خدمت ان کے سپرد کردی۔ مرزا جی خود بتاتے ہیں کہ میرے والد صاحب بعض آباؤ اجداد کے دیہات دوبارہ حاصل کرنے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کررہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے لگادیا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ (کتاب البریہ ص:۱۵۱)

مقدمہ بازی میں مرزا جی کو اس قدر شغف تھا کہ خواب بھی دیکھتے تو اسی کا' جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

"ہمارا ایک مقدمہ صوبتی اسامیوں پر تھا۔ مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگئی۔" (حقیقۃ المہدی ص:۲۴۰،۲۴۲)

اسی طرح ایک خواب کا تذکرہ "تریاق القلوب" کے صفحہ ۳۶ پر بھی کیا ہے۔

اپنے شرکاء کی اراضی پر غاصبانہ قبضہ:

آنجہانی مرزا کے تحریری بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد غلام مرتضیٰ اور ان کے بھتیجوں و دیگر اقرباء کی کچھ زمین سکھوں نے اپنے عہد حکومت میں ضبط کرلی تھی۔ جسے انگریزی عہد سلطنت میں بذریعہ عدالت انہوں نے دوبارہ واگزار کرایا۔ بعد میں اس زمین پر آنجہانی مرزا اور ان کے بھائی غلام قادر بلا شرکت غیرے قابض و متصرف ہوگئے اور دیگر حق دار رشتہ داروں کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ بالآخر ان حقداروں نے مرزا اعظم بیگ لاہوری ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے تعاون سے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا اور مرزا جی کے علی الرغم بذریعہ عدالت اپنا حصہ حاصل کرلیا۔ کم نصیب حق داروں کی اس اعانت پر مرزا اعظم بیگ کی شکایت کرتے ہوئے آنجہانی لکھتے ہیں:

"میرے والد کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ لاہوری نے شرکائے ملکیت قادیان کی طرف سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کردیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ ان شرکاء کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں' کیونکہ وہ ایک گمشدہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہوچکی تھی۔ اور میرے والد نے تن تنہا مقدمات دائر کرکے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کی بازیافت کے لئے آٹھ ہزار روپیہ کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا تھا' وہ شرکاء ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے۔"

(مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۳۲)

تلاش شہرت اور مناظرانہ سرگرمیاں:

آنجہانی مرزا جی اپنے خانگی حالات سے بہت دل برداشتہ تھے اور شب و روز اسی خیال میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے کہ خاندانی زوال کا مداوا کس طرح کیا جائے' مختاری کے ایوان میں باریابی کی توقع ختم ہوچکی تھی' فوج یا پولیس کی ملازمت سے قلت تنخواہ کی بنا پر کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ تجارتی کاروبار سے سرمایہ کی کمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے قاصر تھے۔ اس لئے اب لے دے کر صرف یہی ایک صورت باقی رہ گئی تھی کہ "خادم اسلام" کی حیثیت سے زندگی کے میدان میں نمودار ہوں اور اس راہ سے شہرت و دولت حاصل کریں۔ چنانچہ اپنے مکتب کے ساتھی اور قدیم رفیق مولوی محمد حسین کے مشورے سے قادیان کے بجائے لاہور کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور آریوں و پادریوں سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ شروع کردیا۔ مولوی محمد حسین' منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ' بابو عبدالحق اکاؤنٹنٹ' حافظ محمد یوسف ضلع دار وغیرہ اس کام میں ان کے معاون بنے اور ہر مجلس' محفل میں یہ حضرات مرزا جی کی قابلیت اور بزرگی کا چرچا کرتے' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی ماہ میں مرزا جی مناظر اسلام کی حیثیت سے مشہور ہوگئے' چونکہ ابھی تک انہوں نے مہدویت' مسیحیت وغیرہ کا دعویٰ نہیں کیا تھا' اس لئے ہر مسلمان ان کو عزت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اور علمائے دین بھی ان کے ساتھ تعاون و اشتراک کو دینی خدمت سمجھتے رہے۔ شہرت کے اس بلند مقام پر پہنچنے کے بعد لاہور کے قیام کو غیر ضروری سمجھ کر مرزا جی وطن مالوف قادیان واپس آگئے اور یہیں سے مناظرانہ اشتہار بازیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

مرزا جی ایک عارف کامل کے روپ میں:

مذہبی مناظروں کی بدولت مرزا جی کو جو شہرت حاصل ہوئی تھی' وہ ہر قسم کے دام تزویر کے کامیاب

جانے کی ضامن تھی۔ چنانچہ اس شہرت سے نفع حاصل کرنے اور اس کے ذریعہ مستقبل کو سنوارنے کی غرض سے مرزا جی نے باخدا صوفی کا سوانگ رچایا اور دنیوی کاروبار سے بظاہر منقطع ہو کر خلوت نشین ہو گئے' وظائف و عملیات کی کتابوں کا مطالعہ کر کے بغیر کسی مرشد و شیخ کی رہنمائی کے عملیات و وظائف شروع کر دیئے۔ علاوہ ازیں راتوں کو قادیان سے باہر جا کر خندق میں جا بیٹھتے اور جادو کے عمل پڑھا کرتے' ساتھ ہی اس زمانہ میں خوابوں کے ذریعہ بھی مستقبل کے حالات معلوم کرنے کی ناکام کوشش کرتے اور اس سلسلے میں شب و روز مطبوعہ تعبیر ناموں کی ورق گردانی میں مصروف رہتے۔ اس زمانہ میں ان کا معمول یہ بھی تھا کہ اپنے خواب دوسروں کو سنایا کرتے اور دوسروں کے خوابوں کی تعبیر خواب ناموں کی ورق گردانی کی مدد سے بتانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ مرزا زادے میاں بشیر احمد کا بیان ہے کہ جب کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تو گھر کی عورتوں' بچوں اور خادماؤں تک سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو اسے بڑے غور سے سنتے تھے۔

(سیرت المہدی ج ۲ ص ۷۲)

نبی افرنگ مراق کا شکار تھے:

مراق یعنی مالیخولیا' دیوانگی کی ایک قسم ہے' مرزا جی کے خلیفہ اعظم حکیم نورالدین لکھتے ہیں:

"مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔"

(بیاض نورالدین ج ۱ ص ۲۱۱)

طب کی مشہور کتاب "شرح اسباب" میں ہے:

"نوع من المالیخولیا یسمی المراق۔" (شرح اسباب ج ۱ ص ۴۷)

خلاصہ یہ کہ مالیخولیا کی ایک قسم مراق ہے۔ اس مرض کا مریض اگر کچھ پڑھا لکھا ہوتا ہے تو خدائی' نبوت' غیب دانی وغیرہ کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔ طبی کتب میں صراحت موجود ہے:

"اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعوائے پیغمبری و کرامت کند و سخن از خدائی گوید و خلق را دعوت کند۔"

(اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۸)

ترجمہ: "اگر مراق کا مریض ذی علم ہو تو پیغمبری اور کرامت کا دعویٰ کرتا ہے اور خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی رسالت کی دعوت دیتا ہے۔"

یہ ایسا مرض ہے جس سے حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قطعی طور پر محفوظ رکھا گیا ہے' لیکن نبی افرنگ بقول خود دیگر بہت سے امراض کے ساتھ اس دماغی مرض کا بھی شکار تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلعم نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں' ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔"

(تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء ص ۶)

اسی طرح ایک مرزائی لکھتا ہے کہ مراق کا مرض حضرت (مرزا) صاحب میں موروثی نہیں تھا' بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا۔ (ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۰)

مرزا جی کی دوسری بیماریاں:

مراق کے علاوہ اور مختلف امراض میں بھی مرزا آنجہانی مبتلا تھے۔ یہاں بعض امراض کا ذکر خود انہی کے الفاظ میں کیا جا رہا ہے۔ وہ بار بار لکھتے ہیں:

"میں دائم المرض ہوں' ہمیشہ درد سر' کم خوابی' تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔" (ضمیمہ اربعین نمبر ۳-۴ ص ۴)

"مرض ذیابیطس مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات یا دن کو پیشاب آتا ہے' اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔" (ایضاً)

"کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا' مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۸۸)

"مجھے (یعنی مرزا کو) اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔" (کتاب منظور الٰہی ص ۳۲۹)

"ایک مرتبہ قولنج سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۳۴)

انگریزی نبی آنجہانی مرزا جی کا ان موذی اور رسوا کن امراض میں مبتلا ہونا حیرت انگیز نہیں ہے بلکہ اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا تو حیرت کی بات ضرور ہوتی۔ (جاری ہے)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ
حیات و کارنامے

مولانا محمد جسیم الدین

حرف اول:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی ذات والا صفات اور ان کے کمالات آج کسی تعارف کے محتاج نہیں بلکہ ان کی ستودہ صفات دنیا میں آفتاب عالم کی طرح روشن ہیں اور ان کی دینی، سماجی، ملی اور اصلاحی خدمات کے نور سے انسانیت کا گردوپیش منور ہے وہ ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ مصلح و مربی باکمال مصنف اور بے مثال واعظ و مقرر بھی تھے آپ کے علمی و تربیتی کمالات کا ہر ایک نے اعتراف کیا ہے آپ کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے عرصہ ہو گیا لیکن آج بھی امت آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہو رہی ہے اور آپ کا لگایا ہوا بار آور درخت امت کے ہر طبقہ پر سایہ فگن ہے ان محدود صفحات میں آپ کے سارے ملی، سماجی، سیاسی، معاشرتی اور تبلیغی اوصاف کو تفصیلاً بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے تاہم نام و نسب، خاندانی حالات، حصول تعلیم، درس و تدریس اور بیعت و ارشاد سے لے کر وفات تک کے حالات کا تذکرہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نام و نسب اور تاریخ پیدائش:

آپ کا اسم گرامی "اشرف علی" اور لقب حکیم الامت ہے سلسلۂ نسب ددھیال کی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ اور ننھیال کی طرف سے حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے آپ کی پیدائش ۵/ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ بروز چہار شنبہ صبح صادق کے وقت بمقام "تھانہ بھون" ضلع "مظفر نگر" ہوئی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲ جلد اول)

خاندانی حالات:

حضرت تھانوی قدس سرہ کے اجداد نے آج سے صدیوں قبل قصبہ تھانہ بھون میں اقامت اختیار کی آپ کے والد ماجد عبدالحق صاحب مرحوم ایک مقتدر رئیس، صاحب نقد و جائیداد اور کشادہ دست انسان تھے۔ میرٹھ کی ایک بڑی ریاست کے مختار تھے آپ کی والدہ ماجدہ بھی ایک صاحب نسبت خاتون تھیں آپ کے ماموں ایک زبردست صاحب حال و قال بزرگ تھے آپ کے نانا میر نجابت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی داں انشاء پرداز اور حاضر جواب بزرگ تھے حضرت اقدس کے جد اعلیٰ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی" تھے جن کی اولاد میں شیوخ تھانہ بھون کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی، شیخ جلال الدین تھانیسری اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس اسرارہم جیسے کاملین ہوئے ہیں۔

(خلاصہ اشرف السوانح ص ۱۳ جلد اول)

حصول تعلیم:

حضرت کی ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی فارسی کی ابتدائی کتابیں یہیں پڑھیں اور حافظ حسین علی مرحوم دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا پھر تھانہ بھون آ کر حضرت مولانا فتح محمد تھانویؒ سے ابتدائی عربی اور فارسی کی متوسط کتابیں پڑھیں۔ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ کے اواخر میں آپ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور یہیں موقر ہستیوں سے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ ۱۳۰۱ھ کے اوائل میں جب کہ آپ کی عمر انیس یا بیس سال کی تھی علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کر کے افادۂ خلق میں لگ گئے۔ (ذکر اشرف ص ۱۴)

زمانہ طالب علمی:

زمانہ طالب علمی میں دارالعلوم کے جلیل القدر اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور حضرت شیخ الہند رحمہما اللہ کی توجہات عالیہ خصوصاً آپ پر مبذول رہیں آپ کے متعلق حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ "خدا کی قسم! جہاں تم جاؤ گے بس تم ہی تم ہو گے باقی سارا میدان صاف ہوگا۔" اس پیشگوئی کو دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور یہ حقیقت بن کر سامنے آئی کہ بہت سارے اکابر کا اصلاحی و تربیتی تعلق آپ سے رہا۔ (بزم اشرف کے چراغ ص ۱۳)

اساتذۂ کرام:

اس علمی خوبی و کمالات کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ کو اساتذۂ کرام بھی ایسے ملے تھے کہ "ایں خانہ

ہمہ آفتاب است" کے بمصداق اپنی اپنی جگہ پر آفتاب و ماہتاب تھے' آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی' حضرت شیخ الہند' حضرت مولانا سید احمد دہلوی' حضرت مولانا فتح محمد تھانوی رحمہم اللہ علیہم جیسے علم و عمل کے درخشندہ ستارے تھے' جن کی علمی جلالت شان اور نکتہ سنجیاں آج بھی بڑے بڑے محدث و فقیہ کی علمی تشنگی بجھا رہی ہیں۔

(امداد الفتاویٰ ص ۶ جلد اول)

درس و تدریس کی مقبولیت:

تکمیل تعلیم کے بعد اب وہ وقت آتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی عام فضا سے جو کسب فیض کیا تھا اور اساتذہ کرام کی شفقتوں اور عنایات نے جو علم و عمل کا رنگ بھرا تھا اس کو عام کریں' چنانچہ اس کے لئے مدرسہ فیض عام کانپور سے تدریسی تعلق قائم کیا' آپ ابھی سبزہ آغاز تھے' لیکن حسن ظاہری اور جمال باطنی سے آراستہ' کمال علمی اور جذبہ اشاعت دین سے معمور اور حق تعالیٰ کے محبوب تھے' آپ میں بلا کی کشش تھی' جہاں بیٹھ گئے' لوگ پروانہ وار آتے گئے اور ساری فضا آپ کے رنگ میں رنگتی چلی گئی' مسلسل چودہ برس تک' اسی انداز سے درس و تدریس میں معروف رہے' ساتھ ہی ساتھ وعظ و نصیحت اور تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھا' تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں کے تمام مدرسین میں آپ کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا شہرہ ہو گیا' ادھر طلبا و علما کے دلوں میں آپ کی محبت جاں گزیں ہو گئی' ادھر آپ کے مواعظ حسنہ نے اہل کانپور کو آپ کا گرویدہ بنا دیا' اراکین مدرسہ نے حضرت کی اس گراں قدر مقبولیت سے مالی فائدہ حاصل کرنا چاہا اور حضرت سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت اپنے مواعظ میں مدرسہ کے لئے چندہ کی اپیل کریں۔ حضرتؒ اس قسم کے چندوں کو شرعاً ناجائز اور غیرت دینی کے خلاف سمجھتے تھے' اس لئے اراکین مدرسہ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی' اس پر ان کے درمیان کچھ چہ میگوئیاں ہونے لگیں' حضرت کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مدرسہ سے استعفیٰ دے دیا اور باوجود اصرار کے اس مدرسہ میں رہنا گوارا نہ کیا' اس کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے حکم سے آپ جامع مسجد پٹکاپور میں درس دینے لگے' اس طرح ایک نئے مدرسہ کی بنیاد پڑی' جس کا نام خود حضرت نے مسجد کی مناسبت سے "جامع العلوم" تجویز فرمایا' جو آج تک اپنی علمی سرگرمیوں میں معروف ہے' چودہ سال کی طویل مدت تک درس و تدریس کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے ارشاد پر اواخر صفر ۱۳۱۵ھ میں آپ نے کانپور میں انجام دی جانے والی تدریسی خدمات سے دست بردار ہو کر "خانقاہ امدادیہ" تھانہ بھون کو رونق بخشی۔

(اشرف السوانح ص ۲۲ تا ۲۸ جلد اول ملخص)

استفادۂ باطنی:

عقل پرستوں اور ماہرین تعلیم نفسیات پر تو اب یہ راز سربستہ منکشف ہو چکا ہے کہ صرف کتابوں کے پڑھنے پڑھانے سے اذہان نہیں تبدیل ہوا کرتے' تاوقتیکہ اس غرض کے لئے مخصوص ماحول یا تربیت گاہیں پیدا نہ کی جائیں' جن میں کچھ عرصہ طلبا یکسو ہو کر ایک مشترک زاویہ نگاہ کے تحت زندگی بسر کرنا سیکھیں' لیکن شمع نبوت کے پروانے اس راز کو روز اول ہی سے پا گئے تھے۔ "اصحاب صفہ" کی زندگی میں اس کی بہترین مثال ہے' اسی لئے شروع ہی سے بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے فیضیاب ہونے کا طریقہ اسلاف میں برابر رائج رہا ہے' کیونکہ علوم و معارف کے جو اسرار و رموز اس سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ اوراق گردانی سے ممکن نہیں۔ (اشرف السوانح ص ۱۰۹ جلد اول ملخص بحوالہ "امداد الفتاویٰ" جلد اول)

حضرت تھانویؒ کو صحبت اہل اللہ سے شروع ہی سے نہایت دلچسپی اور اس میں کمال ذوق و شوق تھا' آپ سلف صالحین کے حالات و تذکرے جھوم جھوم کر پڑھتے اور فرماتے: "یہ حضرات اہل سکر تھے' ان کے تذکروں میں بھی یہ اثر ہے کہ سکر کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے' یہ حضرات عشاق تھے' ممکن ہی نہیں کہ ان کے حالات پڑھنے سے قلب میں محبت الٰہی پیدا نہ ہو۔" چنانچہ اس وقت جبکہ آپ ابھی زیر تعلیم تھے آپ نے بیعت ہونے کا ارادہ فرما لیا۔

بیعت و خلافت:

بیعت کے لئے اولاً آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کا انتخاب فرمایا' لیکن انہوں نے بعض مصالح کی بنا پر اس کو مناسب نہ سمجھ کر انکار فرما دیا' جب ۱۲۹۹ھ میں حضرت گنگوہیؒ عازم سفر حج ہوئے تو خود انہی کے ذریعے آپ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی خدمت میں عریضہ گزارا کہ: "آپ مولانا گنگوہی سے فرما دیں کہ مجھے بیعت کر لیں۔" لیکن حضرت حاجی صاحبؒ نے خود ہی آپ کو بیعت کر لیا اور آپ کے والد ماجد کو کہلا بھیجا کہ جب تم حج کو آؤ تو اپنے بڑے لڑکے کو ساتھ لیتے آنا' چنانچہ حضرت تھانویؒ ۱۳۰۱ھ میں طلب علم سے فراغت پا کر جب کانپور میں درس و تدریس میں معروف تھے تو اس دوران آپ نے سفر حج کا ارادہ فرمایا اور اپنے والد محترم کے ساتھ سفر حج پر روانہ ہو گئے' مکہ معظمہ پہنچ

اشتیاق پہنچے اور شیخ امداد اللہ قدس سرہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور دست بدست حق "بیعت" سے بھی سرفراز ہوئے۔ حضرت حاجی صاحب کی قوت افاضہ اور ادھر حضرت تھانویؒ کی قابلیت استفادہ! بس تھوڑے ہی دنوں میں باہم اس درجہ مناسبت پیدا ہوگئی کہ حضرت حاجی صاحب یہ فرمانے لگے کہ: "بس تم میرے پورے طریق پر ہو"۔ غرضیکہ اس طرح ۱۳۱۱ھ میں حضرت تھانویؒ اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے رنگ میں پوری طرح رنگ گئے اور خود شیخ کا عکس بن کر ہندوستان تشریف لائے۔ (خلاصہ اشرف السوانح ص ۳۶ جلد اول ملخص)

مجدد الملت مسند ارشاد پر:

خدمت مرشد سے واپس ہوکر کچھ دنوں تک آپ کانپور میں تدریسی خدمات کی انجام دہی میں مصروف رہے پھر ۱۳۱۵ھ میں مستقلاً تھانہ بھون میں سکونت اختیار کرلی' یہیں سے آپ کے مقصد زندگی کا وہ اہم ترین دور شروع ہوا' جس میں تشنگان معرفت و سلوک کی آمدورفت کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم ہوگیا اور قصبہ تھانہ بھون کے لئے ایک مستقل ریلوے اسٹیشن کی بنیاد پڑی اور خانقاہ امدادیہ کے در پر اس قدر ہجوم ہوا' جو شاید حضرت نظام الدین اولیاؒ" اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد اپنی نظیر آپ تھا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۰ جلد اول)

دور انقلاب:

حضرت تھانویؒ نے جو زمانہ پایا تھا وہ آج کل کی طرح فتنوں کا زمانہ تو نہیں تھا' مگر انقلاب کا زمانہ ضرور تھا' یعنی امت محمدیہ میں دینی حیثیت سے ایک انقلاب عظیم آچکا تھا' دین کو صرف عقائد و عبادات تک محدود سمجھ لیا گیا تھا' بدعات و رسومات کا رنگ عوام پر چڑھ چکا تھا' عوام فرائض کی بجا آوری سے اس طرح گریز کرنے لگے تھے جیسے کہ یہ ان کے ذمہ فرض ہی نہیں' اخلاق و معاشرت اور معاملات کو تو سرے سے جزو دین ہی نہیں سمجھا جاتا تھا' بلکہ انہیں دنیوی مسائل تصور کر کے ہر حکم شرعی کے مقابلے میں' اپنی رائے کو ترجیح دی جاتی تھی' لیکن آپ کی انقلابی تربیت نے تمام لوگوں کو ایک نئی زندگی عطا کی۔ (خلاصہ اشرف السوانح ج ۲ ص ۷۰)

بہت مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستور میخانہ

اہتمام اصلاح انقلاب امت:

حضرت تھانویؒ کو چونکہ حق تعالیٰ نے اصلاح امت کی اہم ترین خدمات کے لئے پیدا فرمایا تھا' اس لئے آپ نے اپنی پوری زندگی اصلاح امت میں صرف کردی' اس لئے آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ اصلاح معاشرہ اور آداب معاشرت جیسے موضوعات پر اتنا نادر علمی خزانہ چھوڑ گئے جن کے اجمالی تذکرہ کا بھی یہ مقالہ متحمل نہیں' آپ نے ہر طبقے کے لوگوں کے لئے حسب حال طریقہ عمل تجویز فرمایا اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے مجازین بیعت اور مجازین صحبت کی ایک بڑی تعداد بھی چھوڑ گئے' جو آسمان علم و عمل کے روشن ستارے تھے' دنیا نے جن کو "شیخ الاسلام' حکیم الاسلام" جیسے خطابات دیئے' علامہ شبیر احمد عثمانی' قاری محمد طیب قاسمی' علامہ سید سلیمان ندوی' مفتی محمد شفیع' مولانا عبدالباری ندوی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) آپ ہی کے چشمہ معرفت سے سیراب ہونے والوں میں سے ہیں' جن میں سے ہر ایک اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتا تھا۔ (اشرف السوانح ص ۵۵ ملخص)

آپ کے خلفاء میں فی الحال صرف محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق مدظلہ العالی بقید حیات ہیں' جو ہزاروں بندگان خدا کے لئے مرجع اصلاح باطن بنے ہوئے ہیں اور اپنے فیوض و برکات سے ہزاروں تشنگان معرفت کو سیراب کر رہے ہیں۔ (اطال اللہ عمرہ)

آہ! حکیم الامت:

آفتاب علم و عرفان کی آخری کرنیں روپوش ہونے کو تھیں' اللہ تعالیٰ کی رحمت نااہلوں سے واپس لی جارہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا جانشین' اپنے مالک و مولا کے دربار میں حضوری کے لئے بے قرار تھا' لشکر اسلام کا بڑا جرنیل' دین کے ہر محاذ' ہر معرکہ' ہر مورچہ کا دلاور' اپنے جسم کا پور پور دین کی راہ میں چور کئے ہوئے نفس مطمئنہ کے ساتھ عالم ناسوت کی بالکل آخری منزلوں سے گزر رہا تھا' آخر وہ حالت موعود قریب آگئی اور حضرت تھانویؒ نے ۱۶/۱۷ رجب ۱۳۶۲ھ کی درمیانی شب میں اس دار فانی سے دنیائے جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ (حکیم الامت نقوش و تاثرات ص ۱۰۵ ملخص)

"آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے"

حکیم الامت کے آثار علمیہ:

حضرت حکیم الامتؒ نے بیک وقت معاشیات سے لے کر ریاضیات تک اس قدر مختلف الانواع اور متضاد امور کو انجام دیا ہے کہ ایک خالی الذہن آدمی کسی طرح ان کا یہ کارنامہ تسلیم کرنے پر راضی نہ ہوگا' اسلامیات سے لے کر سیاسیات تک تقریباً تمام ہی موضوعات آپ کے قلم کی جولان گاہ رہے ہیں اور آپ نے پوری حکمت و معرفت سے ان تمام موضوعات پر گفتگو کی' آج تک کسی بھی موضوع سے متعلق کوئی خامی

شناکال جاسکی، بھی وہ جامعیت ہے جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین و معاندین سب ہی پر فائق نظر آتے ہیں' قرآن' حدیث' فقہ' کلام' تصوف' منطق' علم کیمیا' شعر غرض آپ ہر فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے' آپ قرآن پاک کے مترجم ہونے کے ساتھ مجدد و مفسر بھی تھے' اس کے علوم و معارف' اسرار و رموز کے شارح' متشابہات کی صحیح تاویل و توجیہ کرنے والے اور قرآن کے حوالے سے موجودہ دور میں پیش کئے جانے والے تمام اشکالات کو حل کرنے والے تھے' آپ صوفیوں میں ایک بلیغ صوفی ہیں' تصوف کے اسرار و نکات آپ نے بیان کئے ہیں' شریعت و طریقت دونوں کو آپ نے ہم آغوش کیا ہے' آپ کی مجالس میں علم و معرفت کے آبدار موتی بکھیرے جاتے' جن سے اللہ کی ہزار ہا مخلوق مستفید ہوتی' یہ موتی مواعظ و ملفوظات کی شکل میں جیسیوں کی تعداد میں ہمارے سامنے ہیں' وہ مصلح امت تھے' امت کے سینکڑوں معائب و نقائص کی اصلاح اور ان میں رچ بسے رسوم و بدعات کی تردید آپ کا مشغلہ رہا' آپ حکیم الامت تھے' آپ نے مسلمانوں کی روحانی بیماریوں کے علاج اور نشاۃ ثانیہ پر توجہ کی اور حیات المسلمین وغیرہ رسائل تصنیف فرمائے۔

آپ کی علمی اور اصلاحی جدوجہد کی تصویر کھینچتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"ان کی زندگی میں مسلمانوں کی بہت کم ہی کوئی ایسی مذہبی ضرورت ہوگی' جس کا مداوا حکیم الامت نے اپنی زبان و قلم سے نہیں فرمایا ہو' جس کی وسعت کا اندازہ تحقیق و مطالعہ کے بعد ہی سامنے آسکتا ہے' ان کی تصانیف کی تعداد (جن میں چھوٹے بڑے رسائل اور ضخیم تصانیف سب داخل ہیں) آٹھ سو کے قریب ہیں' کہا جاتا ہے کہ ہر صدی کا مجدد اپنی صدی کے کمالات کا اعلیٰ نمونہ ہوتا ہے اس بناء پر مناسب تھا کہ اس صدی کے مجدد کی کرامت انہیں کمالات میں جلوہ گر ہو۔"

(حکیم الامت کے آثار علمیہ ص ۱۳)

آپ کی تصانیفِ بالغہ کی ایک جھلک:

ہم یہاں صرف آپ کی گرانقدر تصانیف پر ایک نظر ڈالتے ہیں' تفسیر میں بیان القرآن' حدیث میں جامع الآثار' عقائد میں حفظ الایمان' عبادات میں حیات المسلمین' تصوف میں مسائل السلوک' منطق میں تیسیر المنطق' علم الکلام میں الانتباہات المفیدہ' اصلاحیات میں اصلاح الرسوم' سیاسیات میں صیانۃ المسلمین' معاملات میں صفائی معاملات' تذکار میں نشر الطیب' اذکار میں مناجات مقبول' فتاویٰ میں امداد الفتاویٰ' اسلامیات میں آداب المساجد' نسائیات میں بہشتی زیور' عملیات میں اعمال قرآنی' مکتوبات میں مکتوبات امدادیہ اور ملفوظات میں ملفوظات امدادیہ...... یہ سب حضرت تھانوی کی مشہور کتابیں ہیں' ان کے علاوہ اصلاح معاشرہ اور تعلیم کے موضوع پر بے شمار علمی' ادبی اور اصلاحی کتابیں تصنیف فرما کر امت مرحومہ پر احسان عظیم کیا' جس کا ہر کس و ناکس معترف ہے۔ (خلاصہ اشرف السوانح ص ۹۳ تا ۱۱۲ جلد دوم بحوالہ علامہ سید سلیمان ندوی)

مولانا دریابادی کے تاثرات:

مولانا عبدالماجد دریابادی نے حضرتؒ کے سلسلے میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا ہے:

"اپنی اس پچپن سالہ زندگی میں اللہ والے متعدد دیکھ ڈالے' بڑے بڑے عابد' زاہد' متقی اور تہجد گزار نظر سے گزرے' یہاں تک کہ سرسری زیارت مکہ مکرمہ کے وقت مجاہد اعظم شیخ سندی ثانی کی بھی نصیب ہوئی' لیکن اصلاح و ارشاد کی مسند نشینی کا حقدار اپنے ۱۹ سال کے تجربے میں جیسا حضرت تھانوی کو پایا کسی اور کو نہ پایا:

عالم میں لاکھ سہی تم مگر کہاں

حضرت کے پرتو نظر سے زندگی بن گئی' زندگی بے معنی' بامقصد ہوگئی' ورنہ خدا معلوم مقسم کہاں کہاں مارا مارا بھٹکتا پھرا تا رہتا' حضرت ایک معظم ترین بزرگ ہی نہیں' شفیق ترین مخلص' دانا ترین مشیر' محبوب ترین عزیز بھی کچھ تھے' عارف رومی کی زبان میں:

"اے افلاطون و جالینوس ما!!"

(حکیم الامت نقوش و تاثرات ص: ۶۱۲' ۶۱۳)

حرف آخر:

اوپر مختلف حیثیتوں سے حضرت تھانوی قدس سرہ کی شخصیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے' جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ اپنے عہد کی ایک تاریخ ساز شخصیت تھے' آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں' مہارت علم و فن اور فطری ذہانت و ذکاوت سے خوب خوب کام لیا اور امت پر دین و عمل کے لحاظ سے زبردست اثر ڈالا' آپ نے اپنی ساری عمر قومی' ملی' سیاسی' سماجی اور معاشرتی امور کی اصلاح میں صرف کردی' ان سب پر قابو پانے کے لئے آپ نے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائیں' جن کے ذریعے رسومات و بدعات کا قلع قمع ہوا اور امت ایک مرتبہ پھر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پہچاننے لگی۔

☆☆........☆☆

A Product of Tasty Supari
Tasty
KANWAL
Meetha Pan Masala
1 RUPEE
26 PACKETS
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند
Hajiani hp Products

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختمِ نبوّة

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوّة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرین ﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

انشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے